جلد ۱ | ۲۱ ماہ ظہور ۱۳۳۱ ہش مطابق ۲۹ ذیقعدہ ۱۳۷۱ھ - ۲۱ اگست ۱۹۵۲ء | نمبر ۲۳

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ کلام

اِن لوگوں کو اب تو ہی سنوارے تو سنوارے

دنیا میں یہ کیا فتنہ اُٹھا ہے مرے پیارے
ہر آنکھ کے اندر سے نکلتے ہیں شرارے

یہ منہ ہیں کہ آہنگروں کی دھونکنیاں ہیں
دل سینوں میں ہیں یا کہ سپیروں کے پٹارے

راتیں تو ہؤا کرتی ہیں راتیں ہی ہمیشہ
پر ہم کو نظر آتے ہیں اب دن کو بھی تارے

ہے اَمن کا داروغہ بنایا جنہیں تُو نے
خود کر رہے ہیں فتنوں کو آنکھوں سے اشارے

اِسلام کے شیدائی ہیں خوں ریزی پہ مائل
ہاتھوں میں جو خنجر ہیں تو پہلو میں کٹارے

مسیح بیٹھا ہے اِک کونہ میں سَر اپنا جھکا کر
اور جھُوٹ کے اُڑتے ہیں فضاؤں میں غبارے

ظلم و ستم و جَور بڑھے جاتے ہیں حد سے
اِن لوگوں کو اب تُو ہی سنوارے تو سنوارے

طُوفان کے بعد اُٹھتے چلے آتے ہیں طُوفاں
لگنے میں نہیں آتی مری کشتی کنارے

گر زندگی دینی ہے تو دے ہاتھ سے اپنے
کیا جینا ہے یہ - جیتے ہیں غیروں کے سہارے

بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

سیدنا حضرت امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ ۔ ۱۸ راگست حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم ۔ اے

بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ :۔

" سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو گھٹنے میں درد اور بخار کی شکایت ہے "

احباب اپنے مقدس آقا کی کامل و عاجل صحت اور درازیٔ عمر کے لئے خاص طور پر دعائیں فرماتے رہیں ۔

امرت پتریکا کی شرارت

ہندی اخبار امرت پتریکا الہ آباد مورخہ ۱۵ راگست ۱۹۵۲ء نے جو ہتک آمیز اور گستاخانہ الفاظ سیدنا و مولٰنا حضرت سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شان اقدس میں استعمال کر کے دنیا کے کروڑہا مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کیا ہے ۔ اس سلسلہ میں جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان نے مندرجہ ذیل تار جناب پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان ، وزیر داخلہ حکومت ہند اور وزیر داخلہ حکومت اتر پردیش کو دیا ہے ۔

" امرت پتریکا نے جو انتہائی ہتک آمیز اور گستاخانہ مضمون حضرت پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس کے خلاف شائع کیا ہے ۔ اس سے کروڑوں مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں ۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ مذکورہ اخبار کے خلاف سخت کارروائی کی جائے ۔ اور آئندہ ایسے مؤثر قوانین وضع کئے جائیں جن سے تمام پیشوایانِ مذاہب کی عزت و احترام محفوظ ہو "

اخبار قادیان

۱ ۔ خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ جملہ درویشان خیریت سے خدمت دین میں مصروف ہیں ۔

. . . .

۲ ۔ افسوس مورخہ ۱۳ راگست کو میاں مددعلی صاحب شاہجہانپوری جو ہسپتال میں زیر علاج تھے ۔ وفات پا گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ مرحوم موصی تھے اس لئے مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے ۔ احباب ان کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں ۔

۳ ۔ مورخہ ۱۶ راگست کو میاں محمد عمر صاحب مہاجر دہلوی کچھ عرصہ بیمار رہ کر وفات پا گئے ۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ۔ مرحوم کو موصی نہ ہونے کی وجہ سے بجکان کے قبرستان میں دفن کیا گیا ۔ احباب ان کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں ۔

۴ ۔ مورخہ ۱۵ راگست کو جشن آزادی کی تقریب قادیان میں منائی گئی جس میں احباب جماعت قادیان انتظام کے ماتحت شریک ہوئے جلوس میں باقاعدگی کے ساتھ چار گروہوں میں تقسیم ہو کر شمولیت کی گئی ۔ ہر حصہ کے پاس علیحدہ علیحدہ جھنڈے تھے ۔ جن پر موزوں عبارتیں لکھی ہوئی تھیں ۔ جلسہ میں ہماری طرف سے یونس احمد صاحب اسلم نے نظم بھی پڑھی ۔

۵ ۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے ازراہ کرم بدر کی اس درخواست کو منظور فرماتے ہوئے وعدہ فرمایا ہے کہ بدر کی ہر اشاعت پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں بذریعہ تار تازہ ترین اطلاع سے سرفراز فرماتے رہا کریں گے ۔ جزاہم اللہ تعالےٰ ۔

جس پات میں دیکھا بجلی ہے جس ڈال میں دیکھا شعلے ہیں

نتیجۂ فکر مکرم مولوی مصلح الدین صاحب پشاور شہر

آہوں سے تقاضا کر بیٹھے نالوں سے تمنا کر بیٹھے
جب دیکھ نہ پایا جلوؤں کو ہم شوق کو رسوا کر بیٹھے

چھپنا تھا اگر یوں پردوں میں اے حسنِ ازل کے عنائی
کس بات پہ "نحن اقرب" کا تم دہر میں چرچا کر بیٹھے

ایسے میں اگر تم آ جاتے پھولوں کا بھرم تو کھل جاتا
معلوم نہیں کس برتے پر یہ حسن کا دعوے کر بیٹھے

لو دیکھ لو تم بھی دنیا میں فرقت کے جھمیلے کیسے ہیں
جینے کی تمنا چھوڑ کے ہم مرنے کا تہیہ کر بیٹھے

جس پات میں دیکھا بجلی ہے جس ڈال میں دیکھا شعلے ہیں
افسوس ہے کیسے گلشن میں ہم پاس بسیرا کر بیٹھے !

درخواستہائے دعاء

(۱) ۔ میری دو لڑکیاں عزیزہ عارفہ اور راشدہ سخت بیمار ہیں ۔ عزیزہ عارفہ کو ڈبل نمونیہ ہے اور ٹاٹا ہسپتال میں زیر علاج ہے ۔ حالت نازک ہے ۔ دوسری لڑکی کا گھر میں علاج ہو رہا ہے ۔ شفایابی کے لئے جملہ احباب سے دردمندانہ درخواست دعا ہے ۔

(۲) نیز میاں حمید الدین صاحب کا بچہ اکثر بیمار رہتا ہے ۔ اور کمزور ہو گیا ہے ۔ اس کے لئے بھی دعائے صحت کی درخواست ہے ۔ (محمد سلیمان پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ جمشید پور)

۳ ۔ محترمہ زینب النساء بیگم صاحبہ اہلیہ سید منظور احمد صاحب محاسب ضلع نظام آباد دکن بیمار ہیں ۔ اور مشکلات میں ہیں ۔ احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے اور جملہ مشکلات کے ازالہ کے لئے دعا فرمائیں ۔

(۴) نیز خاکسار کی اہلیہ عرصہ سے بیمار چلی آتی ہے شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے ۔

(قریشی محمد شفیع عابد از قادیان)

(۵) میرے برادر نسبتی اور ان کے بیٹے پر ایک سنگین مقدمہ دائر ہے ۔ تمام احباب سے باعزت بریت کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے ۔ نیز میری اہلیہ ایک عرصہ سے بیمار ہے اس کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے بھی درخواست دعا ہے ۔ (خاکسار محمد حنیف لائل پوری)

کبڈی کے میچ میں درویش کھلاڑیوں کی شاندار کامیابی !

مورخہ ۱۷ راگست کو اٹھوال ضلع گورداسپور میں کبڈی کا ایک میچ ہوا ۔ جس میں اردگرد کے ہزاروں لوگ جن میں سے بعض ہوشیارپور امرتسر اور جالندھر کے اضلاع سے بھی آئے تھے دیکھنے کے لئے شامل ہوئے ۔ قادیان اور اردگرد سے علاوہ غیر مسلم کھلاڑیوں کے چار احمدی کھلاڑی بھی شامل ہوئے ۔ جن کے نام یہ ہیں ۔ مولوی برکت علی صاحب ۔ چوہدری عطاء اللہ صاحب ۔ فضل الٰہی صاحب گجراتی ۔ اور محمد شریف صاحب ننگلی ۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدی کھلاڑیوں کی کھیل بہت نمایاں رہی ۔ اور لوگوں نے تحسین و آفرین کے نعرے بلند کئے ۔ کئی لوگوں نے انعام میں رقوم بھی پیش کیں ۔ قادیان اور اردگرد کے دیہات کی ٹیم جیت گئی ۔ فالحمد للہ ۔

(نامہ نگار)

ظلم پر ظلم

ابھی مسلمانوں کے قلوب رسالہ "ٹومرجان" اور "فلم انڈیا" کے دکھ دہ کلمات کی وجہ سے جو ان میں حضرت سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کی شان کے خلاف شائع ہوئے تھے زخم خوردہ تھے۔ کہ ہندی اخبار "امرت پتریکا" الہ آباد نے نہایت دلآزار اور گستاخانہ عبارت حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں لکھی۔ جس میں مندرجہ ذیل فقرات تحریر کئے۔

"عرب کی بندرگاہ عدن کا سماچار ہے کہ ابھی پرسوں دوپہر کو ایک کھجور کے درکھش (درخت) پر ایک گدھے کو چڑھے ہوئے نماز پڑھتا دیکھ کر نگر نواسی حیرت میں پڑ گئے۔ وہاں لوگوں کا وشواش ہے۔ کہ حضرت محمد پھر دنیا میں درکت گدھے کے روپ میں پہنچے ہیں۔"

افسوس صد افسوس کہ یہ نہایت تکلیف دہ اور جگر پاش کلمات کروڑوں انسانوں کی محبوب ترین ہستی، انسانیت کے فخر اور دنیا کے محسن اعظم کے حق میں روا رکھے گئے۔ اور مسلمانان عالم کے سینوں میں برچھیاں چھوئی گئیں اور ان کے زخموں پر نمک پاشی کی گئی۔

دراصل اوّل قصور تو اس سوسائیٹی کا ہے۔ جس نے اپنے افراد میں یہ گندی ذہنیت پیدا کی ہے۔ جو اس بیہودہ سرائی کا موجب بنتی ہے۔ لیکن اگر سوسائیٹی اور ملک کی تہذیب و شائستگی کے دعوے دار اس قدر ماؤف اور بےحس اور فاسد ہو چکے تھے۔ تو گورنمنٹ کا فرض تھا۔ کہ وہ اپنے مشینری لازم کو حرکت میں لاتی اور انسانیت اور امن و شائستگی کے ان دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچاتی۔ لیکن افسوس ہے کہ جہاں حکومت نے "شمع شریعت" کے ایڈیٹر کے خلاف فوراً ایکشن لیا۔ اور اس کو دو سال کی قید اور ڈیڑھ سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ وہاں فلم انڈیا کے مصنف بابوراؤ پٹیل کے خلاف کوئی مؤثر کارروائی نہ کی۔ اور نہ ہی رسالہ ٹومرجان کے خلاف پورا قدم اٹھایا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی دلآزاری کا کھیل بڑی سہولت سے اور بار بار کھیلا جا رہا ہے

اور اب نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ کہ مسلمانوں کے ان بادشاہوں کی روزمرہ ہتک سے جو ہر طرح ملکی اور قومی حیثیت کے مالک اور ہندوستان کے قابلِ فخر سپوت تھے گذر کر حضرت بانیٔ اسلام علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات پر حملے کرنے سے بھی یہ لوگ دریغ نہیں کرتے۔

ہم پہلے تو ان شریف ہندو، سکھ اور عیسائی حضرات سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ وہ ایسے قبیح اور ننگ انسانیت افعال پر جس سے نہ صرف کروڑوں مسلمانوں کی دلآزاری ہوتی ہے۔ بلکہ ملک اور اہل ملک بھی بدنام ہوتے ہیں مؤثر آواز اٹھائیں اور پھر حکومت سے عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ ان سب لوگوں کے خلاف جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ہتک کا باعث ہوتے ہیں سخت کارروائی کرے اور ان کو کیفر کردار تک پہنچائے۔ تاکہ آئندہ اس قسم کی دلآزار۔ امن سوز اور ننگ انسانیت حرکت کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہو۔ اور باقاعدہ مؤثر قانون پاس کرکے مذہبی پیشوایان کی عزت و تکریم کا تحفظ کرے بغیر اس کے نہ ملک میں امن و امان قائم رہ سکتا ہے۔ اور نہ ہی ملک ترقی کی شاہراہ پر بسرعت گامزن ہو سکتا ہے۔

ہم اس موقع پر اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں بھی عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ ان حرکات شنیعہ کے خلاف مؤثر اور زوردار لیکن باضابطہ آواز اُٹھائیں۔ اور ہر طرح پر امن رہ کر اپنے دلوں کے زخم ارباب حل و عقد کے سامنے ظاہر کریں۔ نیز آئندہ ان دلآزاریوں سے بچنے کا ایک یہ بھی ذریعہ ہے کہ تبلیغ اسلام کے فریضہ کی ادائیگی کی طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محاسن اور اخلاقِ طیبہ ہندوستان کے بچہ بچہ کے ذہن نشین کرائیں۔ تاکہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور مقام سے اہلِ ملک آگاہ ہو سکیں۔

مرہم کھولنے کے لئے کافی نہیں۔ اور کیا ہم ان پرانے اور جان لیوا دشمنوں کو اب بھی پہچان نہیں سکتے؟

—— کاش ہم اپنی آنکھیں کھولیں ——

ملک کے دو دشمن!

جناب پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہندوستان نے یوم آزادی کی تقریب پر مورخہ ۱۵ اگست کی تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک کی ترقی اور اس کے داخلی امن کے بہت بڑے دشمن (۱) تشدد اور (۲) فرقہ وارانہ ذہنیت ہے۔ درحقیقت اگر غور کیا جائے تو پنڈت جی نے ملک کے مرض کی خوب تشخیص کی ہے۔ اگر ملک سے یہ دو لعنتیں دور ہو جائیں۔ تو ملکی ترقی کے رستہ سے روڑے [illegible] ہٹ سکتے ہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ جو لوگ چھوٹے چھوٹے اختلافات کو بھی برداشت نہیں کر سکتے اور عدم رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی من مانی کارروائی کرنے کیلئے تشدد کا طریق روا رکھتے ہیں وہ کبھی بھی ملک میں امن و امان کی فضاء کے پیدا کرنے کا باعث نہیں ہو سکتے۔ بیشک ہر انسان کا حق ہے کہ اگر وہ اپنے کسی نظریہ، خیال یا عقیدہ کو درست یا فائق سمجھتا ہے تو وہ اس کی اشاعت اور ترویج کیلئے کوشش کرے۔ لیکن ایسی کوشش جبر و اکراہ سے نہیں ہونی چاہیئے بلکہ تحریص و ترغیب اور معقول دلائل سے ہونی چاہیئے۔ یہ بات کسی طرح بھی ملک کی فضاء کو صاف نہیں رکھ سکتی کہ اہل ملک یا ان میں سے ایک طبقہ کسی نظریہ یا عقیدہ کو جبراً منوانے پر زور دے اور کسی دوسرے گروہ کے انکار پر اسکے خلاف تشدد اور زبردستی کا طریق روا رکھے۔ یقیناً ایسے طریق سے ملک کا اندرونی امن و امان برباد ہوتا ہے! اور داخلی کمزوری بیرونی دشمنی کو تشدد کرنے کی دعوت دیتی رہے۔ فرقہ وارانہ ذہنیت کی شاعت اور برائی تو اسقدر واضح ہے کہ اس پر لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ آئے دن ملک کے

مختلف حصوں میں جو فتنہ و فساد اور بدامنی کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس ذہنیت کا نتیجہ ہے اگر اہل ملک اس بات کی قدر کو پہچانیں کہ ملک کی ترقی اور سربلندی کیلئے سب سے بڑی چیز اسمیں بسنے والی مختلف قوموں کا باہمی اتحاد و اتفاق اور یکجہتی ہے تو وہ کبھی بھی چھوٹی چھوٹی باتوں کیلئے اس نعمت کو ضائع نہ کریں۔ اب تو حالت یہ ہے کہ اکثر لوگ اتحاد و اتفاق پر ہر دوسری چیز کو ترجیح دینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اگر اخبارات کو دیکھا جائے۔ تو ایسے فرقہ وارانہ جذبات کو ابھارنے کے لئے [illegible] مواد موجود رہتا ہے اگر لیڈروں اور صاحب اثر لوگوں کی تقاریر کو دیکھا جائے تو وہ بھی زہر آلود نظر آتے ہیں۔ اگر ملکی کتابوں کو مطالعہ کیا جائے تو ان میں سے بھی ایک معتدبہ حصہ منافرت اور نااتفاقی کے جراثیم لئے ہوئے ہوتا ہے۔ آخر یہ صورت حال کب تک رہیگی اور اہل ملک باہمی اتحاد و اتفاق کی قدر کب پہچانینگے۔ اور ملک کے اندر سے منافرت اور فتنہ و فساد کی آگ کب فرو ہوگی۔

ظاہر ہے کہ اگر اہالیانِ وطن نے وزیر اعظم صاحب کی اس تنبیہہ کو بروقت نہ سمجھا اور اپنے ان دشمنوں کو پہچان نہ لیا۔ اور تشدد۔ عدم رواداری اور فرقہ وارانہ ذہنیت کو نہ کچلا تو ہمارے ملک کیلئے ایک نہایت تاریک مستقبل دکھائی دیتا ہے۔

بھارت کی قدیم تاریخ بآواز بلند پکار رہی ہے کہ جب کبھی یہ ملک بیرونی لوگوں کی غلامی کا شکار ہوا۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اندرونی تفرقہ اور نااتفاقی اور اہل ملک کے ایک حصہ پر دوسرے حصہ کی طرف سے انتہائی تشدد تھا۔ کیا بار بار کا اور پرانا تجربہ ہماری آنکھیں موجود

جلسہ سالانہ اور جماعت احمدیہ کا فرض

احباب کو علم ہے۔ کہ جماعت احمدیہ کے مرکز قادیان میں ہر سال ماہ دسمبر کے آخری دنوں میں جو سالانہ جلسہ منعقد ہوتا ہے اس کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے سلسلہ کی طرف سے ہر شخص پر سال بھر میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ بطور چندہ بشرح مقرر ہے۔ اور یہ لازمی چندہ ہے۔ جس کا جلسہ سالانہ سے قبل یعنی آخر نومبر تک ادا کیا جانا ضروری ہے۔ تمام جماعتوں کے احباب اور عہدیداران کو اس اعلان کے ذریعہ توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ اس چندہ کی وصولی اور مرکز میں بھجوانے کے لئے ابھی سے پوری کوشش شروع کر دیں۔ تا جلسہ سالانہ کی ضروریات پورا کرنے میں کسی قسم کی روکاوٹ نہ ہو۔ امید ہے کہ احباب جماعت اور عہدہ داران اپنے فرض کی کماحقہٗ ادائیگی کرکے پورے جوش اور اخلاص کا ثبوت دیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

خطبہ جمعہ

مشکلات و مصائب کا زمانہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کا بہترین وقت ہوتا ہے!

کیونکہ

اللہ تعالیٰ مومن کے قریب آجاتا ہے اور اس کی دعاؤں کو خاص طور پر سنتا اور قبول کرتا ہے

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ یکم اگست ۱۹۵۲ء بمقام ربوہ

مرتبہ:- مکرم سلطان احمد صاحب پیر کوٹی

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ان ایام میں جو فتنہ پاکستان کے مختلف حصوں خصوصاً

پنجاب کے مختلف مقامات میں

پیدا ہو رہا ہے۔ اگرچہ گورنمنٹ کے بعض اعلانات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی رپورٹوں کے مطابق اس میں کمی آ رہی ہے۔ لیکن جو ہماری اطلاعات ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کمی نہیں آ رہی بلکہ وہ اپنی جگہ بدل رہا ہے۔ بعض جگہوں سے ہٹتا ہے اور پھر آگے بعض دوسری جگہوں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ جہاں تک

فتنہ کا سوال

ہے میرے نزدیک کوئی اول درجہ کا ناواقف اور جاہل احمدی ہی ہو گا جو یہ کہے کہ یہ فتنہ ایسی چیز ہے جس کی مجھے امید نہیں تھی۔ تم دریا میں کودتے ہو اور بعد میں شکایت کرتے ہو کہ تمہارا جسم گیلا ہو گیا ہے یا تمہارے کپڑے گیلے ہو گئے ہیں۔ تم آگ میں ہاتھ ڈالتے ہو اور کہتے ہو میری انگلی جل گئی ہے یا تم دھوپ میں بیٹھتے ہو۔ اور کہتے ہو مجھے گرمی لگتی ہے۔ یا تم برف پیتے ہو۔ اور کہتے ہو مجھے ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ تو یہ کوئی

عقل کی دلیل

نہیں۔ تم برف پیتے ہو تو یہ سمجھ کر پیتے ہو کہ تمہیں ٹھنڈک لگے گی۔ تم دھوپ میں بیٹھتے ہو تو یہ سمجھ کر بیٹھتے ہو کہ تمہیں گرمی لگے گی۔ تم آگ میں ہاتھ ڈالتے ہو تو یہ سمجھ کر ہاتھ ڈالتے ہو کہ تمہارا جسم جل جائے گا۔ یا تم دریا میں کودتے ہو تو تم یہ جانتے ہوئے کودتے ہو کہ ہمارا جسم گیلا ہو گا۔

پس جب تم ایک صداقت کی تائید کے لئے کھڑے ہوئے ہو۔ اور تم نے مسلمانوں کے اندر

بیداری پیدا کرنے کی آواز

کو خدا تعالیٰ کی طرف سے بلند ہوئی ہے سنا یا مان لیا۔ تو تمہیں لازماً اس بات کے لئے بھی تیار ہونا پڑے گا۔ کہ لوگ تمہاری مخالفت کریں شورشیں برپا کریں۔ اور تمہارے خلاف منصوبہ بازی کی جائے۔ پس کون احمدی ہے جس کے حواس درست ہوں۔ اور وہ یہ کہہ سکے اوہو یہ کیسا فساد ہے۔ مجھے تو اس کی امید نہیں تھی۔ حالانکہ جب وہ احمدی ہوا تھا۔ تو یہ سمجھ کر ہوا تھا کہ لوگ اس کے خلاف فساد کریں گے شورش کریں گے اور منصوبہ بازی کریں گے۔ اس کا کام یہ ہے کہ ان فسادوں، شورشوں اور منصوبہ بازیوں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائے دیکھو

رمضان کے مہینہ میں

اپنی مرضی اور ارادے سے ایک پروگرام کے ماتحت انسان تکلیف اٹھاتا ہے۔ وہ رات کو اٹھتا ہے بیشک وہ یہ تدبیر کر لیتا ہے۔ کہ اگر گرمی ہو تو وہ ٹھنڈے پانی سے وضو کرے۔ اور اگر سردی ہو تو وہ گرم پانی سے وضو کرے۔ پھر اگر گرمی کا موسم ہو۔ تو وہ چھت سے باہر تہجد کی نماز پڑھ لے۔ اور اگر سردی ہو تو چھت کے نیچے تہجد کی نماز پڑھ لے یا گرم لباس پہن لے۔ پھر اگر وہ بیمار ہے تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔ صحت اچھی نہیں ہے تو زیادہ عمدہ غذا کھا لے۔ یا اگر معدہ خراب ہے تو نرم غذا کھا لے۔ پیاس کے دن ہوں تو دو تین گلاس پانی کے اکٹھے پی لے یا چائے کی ایک پیالی پی لے۔ تا تکلیف دور ہو۔ دن کو گرمی کی تکلیف ہو تو وہ سائے اور ٹھنڈک میں رہے تا گرمی کی شدت کم ہو۔ مگر باوجود اس کے کہ رمضان میں تمہارے پاس ایسے ذرائع موجود ہوتے ہیں جن سے تم گرمی کی شدت کو کم کر سکتے ہو۔ پھر بھی تمہاری تکلیف کو دیکھ کر خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں میں

دعائیں سننے کے لئے

آسمان سے نیچے اتر آتا ہوں اور کہتا ہے مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا۔ پس خدا تعالیٰ روزہ میں جس کی تکلیف کم کی جا سکتی ہے۔ جس کے ضرر سے بچنے کے لئے تدابیر اختیار کی جا سکتی ہیں۔ مومن کے لئے اتنی رعایت کرتا ہے کہ وہ کہتا ہے۔ چونکہ تم تکلیف اٹھاتے ہو۔ اس لئے میں تمہارے قریب ہو جاتا ہوں۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان۔ میں اس پکارنے والے (یعنی روزہ دار) کی آواز کو سنتا ہوں۔ اور میں اس کی دعائیں قبول کرتا ہوں۔ پھر ان

تکالیف اور مصائب

میں جو تمہارے اختیار میں نہیں جن کو کم کرنے کے لئے تم کوئی تدبیر نہیں کر سکتے۔ ان میں وہ تمہارے کس قدر قریب ہو جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اگر روزہ میں خدا تعالیٰ تمہارے لئے بے چین ہو جاتا ہے کہ جس میں ہر قسم کی سہولت بہم پہنچانا تمہارے اختیار میں ہوتا ہے۔ تو دوسرے آلام اور مصائب میں وہ کتنا قریب ہو جاتا ہو گا۔ مومن کو

ابتلاؤں میں خوشی

محسوس ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے قریب آ گیا ہے۔ بچہ ماں کے قریب جاتا ہے۔ تو کتنا خوش ہوتا ہے۔ دنیا میں خدا تعالیٰ نے غریبوں کے دلوں کو تسکین دینے کے لئے کیا کیا اسباب بنائے ہیں۔ امراء اعلیٰ کھانا کھاتے ہیں۔ اعلیٰ لباس پہنتے ہیں۔ اور تم کہہ سکتے ہو کہ وہ روپے کی وجہ سے خوش ہیں۔ لیکن تم ایک غریب ماں کو دیکھتے ہو۔ اس نے بچہ گود میں اٹھایا ہوتا ہے۔ اس کے اوپر ایک آدھ کپڑا ہوتا ہے۔ بچہ نے ماں کے گلے میں باہیں ڈالی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور اس سے پیار کر رہا ہوتا ہے۔ اس غریب عورت کو جس نے چیتھڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں اور فاقہ کی وجہ سے اس کا چہرہ پچکا ہوا ہوتا ہے اپنے بچہ کو دیکھ کر جتنی خوشی ہوتی ہے۔ وہ اس عورت سے کم نہیں ہوتی۔ جو محلات میں رہتی ہے۔ ماں کو بچہ کے قریب ہونے سے خوشی ہوتی ہے۔ اور بچہ کو ماں کے قریب ہونے سے خوشی ہوتی ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

جنگ بدر میں

ایک عورت کو دیکھا۔ اس وقت کفار میں افراتفری پھیلی ہوئی تھی۔ اس عورت کا بچہ کہیں گم ہو گیا۔ جنگ میں عورتیں بھی آئی ہوئی تھیں۔ ان کی نیت نیک نہیں تھی۔ وہ اس ارادہ سے میدان جنگ میں آئی تھیں۔ تا اپنے مردوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے اکسائیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کی خواہش کو پورا نہ کیا۔ دشمن کی فوج میں بھاگڑ مچ گئی۔ اور اس کے نتیجہ میں بہت سے بچے اپنی ماؤں سے جدا ہو گئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک عورت میدان جنگ میں ادھر ادھر پھر رہی ہے۔ وہ ہر بچے کے پاس جو اسے دکھائی دیتا ہے جاتی ہے۔ اور اسے اٹھا کر پیار کرتی ہے اور آگے چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اس کا

اپنا بچہ مل گیا

اس نے اسے اپنی چھاتی سے لگا لیا۔ اور ایک طرف ہٹ کر ایک پتھر پر اطمینان کے ساتھ جا بیٹھی۔ لوگ مارے جا رہے تھے۔ لیکن وہ اس سے بے فکر ہو کر ایک طرف اپنے بچے کو لے کر بیٹھ گئی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ تم نے اس عورت کو دیکھا یہ میدان جنگ میں ادھر ادھر بھاگی پھرتی تھی۔ اب اسے بچہ مل گیا ہے۔ تو کس آرام سے ایک طرف ہٹ کر بیٹھ گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب

ایک گنہگار انسان توبہ

کر کے اپنے رب کی طرف آتا ہے تو اسے بھی اس قدر خوشی ہوتی ہے جس قدر خوشی اس ماں کو اپنے گم شدہ بچہ کے ملنے سے ہوئی ہے۔

پس مصائب کے وقت

خدا تعالیٰ ہمارے قریب آجاتا ہے

اور قریب آنے سے جو خوشی اسے ہوتی ہے۔ اس کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ وہ مستغنی ہے۔ وہ صمد ہے۔ اور اس کو ہماری احتیاج نہیں۔ ہمیں اس کی احتیاج ہے۔ بھوک کا وقت آتا ہے۔ تو ہمیں اس کی احتیاج ہوتی ہے۔ کہ وہ ہمیں کھانے کو کچھ دے۔ پیاس کا وقت ہوتا ہے۔ تو ہمیں اس کی احتیاج ہوتی ہے کہ وہ ہمیں پینے کو کچھ دے۔ کپڑے پہننے کا وقت آتا ہے۔ تو ہمیں اس کی احتیاج ہوتی ہے۔ کہ وہ ہمیں کپڑے دے۔ تعلیم کا وقت آتا ہے۔ تو ہمیں اس کی احتیاج ہوتی ہے۔ کہ وہ ہمیں تعلیم دے۔ ملازمت کا وقت آتا ہے تو ہمیں اس کی احتیاج ہوتی ہے کہ وہ ہمیں کوئی روزگار دے۔ شادی ہوتی ہے۔ تو ہمیں اس کی احتیاج ہوتی ہے کہ میاں بیوی کے تعلقات اچھے رہیں۔ خاوند کو اس کی احتیاج ہوتی ہے۔ کہ بیوی اس سے محبت کرے۔ بیوی کو اس کی احتیاج ہوتی ہے کہ خاوند اسے پال سکے۔ اور محبت کر سکے۔ پھر آگے بچوں کی ضرورتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ اس تمام دوران میں اسے ہماری احتیاج نہیں ہوتی۔ ہم بوڑھے ہوتے ہیں تو ہمیں احتیاج ہوتی ہے۔ کہ وہ ہمیں کھانے کو کچھ دے۔ پھر

خدا تعالیٰ ہمارے قریب کیوں آتا ہے

ہم جب پیاسے ہوتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کے پاس جاتے ہیں۔ کہ وہ ہماری پیاس کو بجھا دے۔ لیکن خدا تعالیٰ ہمارے قریب کیوں آتا ہے؟ اسے تو پیاس نہیں ہوتی۔ پھر ہم جوان ہوتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ کے پاس جاتے ہیں۔ کہ وہ ہمیں کوئی اچھا ساتھی دیدے۔ لیکن خدا تعالیٰ ہمارے قریب کیوں آتا ہے؟ اسے کیا ضرورت ہوتی ہے کہ وہ ہمارے پاس آئے؟ غرض اس سارے اتار چڑھاؤ میں ہم ہی خدا تعالیٰ کے پاس جاتے ہیں۔ اور ہمیں کوئی نہ کوئی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کے پورا ہونے کے لئے ہم خدا تعالیٰ کے پاس جاتے ہیں۔ لیکن وہ ہمارے پاس آتا ہے اور بے ضرورت آتا ہے جتنی تڑپ ہمیں خدا تعالیٰ کے قریب جانے کی ہو سکتی ہے۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہی تڑپ خدا تعالیٰ کو ہمارے ملنے کے لئے ہو۔ مگر جب وہ تڑپ رکھتا ہے۔ کہ ہمارے قریب آئے۔ تو ہماری کتنی بدقسمتی ہو گی۔ کہ ہم اُس سے وہ محبت نہ کر سکیں۔ جو وہ ہم سے کرتا ہے۔ ہم اس کے قرب کی اتنی قدر نہ کر سکیں۔ جتنی لذت وہ ہمارے قرب سے حاصل کرتا ہے۔

مصائب کا وقت

ایک مومن کے لئے خوشی کا موقعہ ہوتا ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ اس کے قریب آجاتا ہے۔ جتنا دشمن اس کے قریب آتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس سے بھی زیادہ تیز قدمی سے اس کے قریب آجاتا ہے۔ اور جب دشمن اس کے قریب آجاتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کے اندر داخل ہو چکا ہوتا ہے اس طرح جب دشمن مومن پر وار کرتا ہے۔ تو وہ خدا تعالیٰ پر وار کرتا ہے۔

پس تمہارے لئے

عزت کے حاصل کرنے کا موقعہ ہے

تم بہادری کے ساتھ کام کرو۔ اگر یہ موقعہ تمہارے ہاتھوں سے چلا گیا۔ تو تمہارے لئے عزت کے حاصل کرنے کا اور کونسا موقعہ آئے گا؟ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں یہ رواج پڑ گیا ہے۔ کہ وہ نماز کے بعد دعا کرتے ہیں حالانکہ وہ دعا کا وقت نہیں ہوتا۔ دنیا میں تم کسی افسر سے کچھ مانگتے ہو۔ تو اس وقت مانگتے ہو۔ جب ملاقات کا وقت ہوتا ہے۔ نہ کہ ملاقات کے بعد۔

اسی طرح

خدا تعالیٰ سے مانگنے کا وقت

وہ ہوتا ہے جب تم اس کے دربار میں گئے ہوتے ہو۔ جب تم نماز پڑھ رہے ہوتے ہو۔ اگر وہ موقعہ تم ہاتھ سے ضائع کر دیتے ہو۔ تو بعد میں دعا کرنا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ اسی طرح جب مشکلات آتی ہیں۔ مصائب آتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ مومن کے قریب آجاتا ہے۔ اور یہ وقت دعا کی قبولیت کا ہوتا ہے۔ اگر تم اس وقت کو ضائع کر دیتے ہو۔ تو تمہیں خدا تعالیٰ پر کیا امید ہو سکتی ہے۔ کہ وہ تمہاری دعائیں سنے گا؟ جب ہم نے اسی وقت خدا تعالیٰ سے کچھ نہ مانگا۔ جب وہ ہمارے قریب تھا۔ تو اس وقت کس طرح مانگیں گے جب وہ دور ہو گا۔

بہترین وقت

خدا تعالیٰ کے فضلوں کے حصول کا وہی ہوتا ہے جب تم مشکلات اور مصائب میں پڑے ہوئے ہوتے ہو مشکلات اور مصائب کے وقت تمہارا ایمان بڑھنا چاہیئے۔ اور تمہیں خوش ہونا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ تمہاری دعائیں سنے گا۔ تمہیں خوش ہونا چاہیئے۔ کہ وہ تمہارے زیادہ قریب آگیا ہے۔ تمہیں خوش ہونا چاہیئے۔ کہ اس کے وصال کا وقت آگیا ہے۔ جب ایک عورت کو ایک گم شدہ بچہ مل جاتا ہے۔ تو وہ خوشی میں دنیا و مافیہا سے غافل ہو جاتی ہے۔ تو جب تمہیں خدا تعالیٰ مل جائے۔ تو تمہیں تمہارا دشمن نظر ہی کیوں آئے۔ جب تمہیں خدا تعالیٰ مل جائے گا۔ تو تم محسوس ہی نہیں کرو گے کہ کوئی شخص تم سے دشمنی کرتا ہے۔ کیونکہ تم

خدا تعالیٰ کی گود میں

ہو گے۔ میں نے بسا اوقات دیکھا ہے کہ جب کسی غریب ماں کے بچہ کو کوئی دوسرا بچہ مارتا ہے۔ تو وہ اپنی ماں کی گود میں بھاگ جاتا ہے اور پھر اُسے گھورتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ آ تو سہی۔ حالانکہ اس کی ماں خود فقیر ہوتی ہے۔ اور مارنے والا کسی امیر خاندان سے تعلق رکھتا ہے لیکن جب وہ اپنی ماں کی گود میں چلا جاتا ہے۔ تو اُسے تسلی ہو جاتی ہے۔ کہ وہ محفوظ ہو گیا ہے پھر کتنی شرم کی بات ہے۔ کہ تم خدا تعالیٰ کی گود میں جاؤ۔ اور پھر دشمن سے ڈرو۔ کون ہے جو تمہارا کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ یا

کون سی قوم ہے

جو تمہارے مقابلہ میں کھڑی ہو سکتی ہے؟

دنیا کی سب قومیں۔ دنیا کی سب طاقتیں دنیا کی سب حکومتیں خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔ وہ جس کا بھی چاہے دل بدل سکتا ہے۔ اور تمہارے دشمن خواہ کتنا ہی جتھا رکھتے ہوں۔ تمہارے مقابل میں ہیچ ہیں۔ کیونکہ تم خدا تعالیٰ کی گود میں ہو۔ اور جو تلوار لے کر تمہارے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ وہ تم پر حملہ نہیں کرتا خدا تعالیٰ پر حملہ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ لوگوں کے دل تمہاری تائید میں پھرا دے گا۔ اور سچائی کو لوگوں پر ظاہر کر دے گا۔ اور یہ مصائب کے بادل فضل کی ہواؤں سے بکھر جائیں گے۔ اور انشاء اللہ تم امن میں آجاؤ گے۔

عہدِ خوش کی باتیں

از مکرم قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل

میرے مکرم بھائی ڈاکٹر عطر دین صاحب کی ایک روایت چھپی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لیل کلاں کے رستہ میں خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم سے فرمایا:۔

"آپ ایک اونٹنی رکھ لیں۔ بات دراصل یوں ہے کہ گرمی کا موسم تھا۔ اور تقریباً ۹-۱۰ بجے کا وقت۔ حضور انور بہت دور نکل گئے تھے۔ خواجہ صاحب کا پیٹ بہت بڑھا ہوا تھا۔ چلنے پھرنے کے عادی نہ تھے۔ دم چڑھ گیا اور پیچھے رہ گئے حضور اقدس کو معلوم ہوا۔ تو آپ (جیسا کہ حضرت حکیم الامۃ رض کے پیچھے رہ جانے پر کئی بار ہوتا تھا) ادھر منہ کر کے حسب معمول کھڑے ہو گئے۔ خواجہ صاحب نے جب دیکھا کہ میرا انتظار ہو رہا ہے۔ تو جلد جلد قدم بڑھاتے ہوئے آپہنچے۔ اور دم لینے کے لئے آتے ہی حضور کے قدموں میں بیٹھ گئے۔ اس وقت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم نے بے تکلفی کی وجہ سے ازراہِ تمسخر کہا خواجہ صاحب ایک اونٹنی لے لو وغیرہ حضور تو صاحب خلق عظیم تھے۔ آپ نے اس بات کو اچھے پیرائے میں ڈھالنے کے لئے فرمایا:۔

"اونٹ کی سواری صحت کے لئے مفید ہے (کیونکہ اس سے جو دھچکے لگتے ہیں موٹاپا دور کرنے کے لئے بہت کارگر ہوتے ہیں"۔ راوی)

حضور علیہ السلام کا یہ عام طریق تھا کہ معمولی سے معمولی بات سے بھی تبلیغ کا پہلو نکال لیتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم اس چوک میں جو ڈاکٹر احسان علی کی دکان کے سامنے ہے۔ حضور کا انتظار کر رہے تھے۔ اور یہی لاہوری بزرگ باتوں میں مصروف تھے۔ جو شیخ صاحب موصوف کی نگاہ اوپر اُٹھی اور ساتھیوں کو ایک ٹکڑۂ ابر کی طرف متوجہ کیا۔ جو اونٹنی کی شکل بن گیا تھا۔ اور یہی لطیفہ دہرایا جا رہا تھا کہ اتنے میں حضور اقدس تشریف لے آئے۔ کسی نے انہی میں سے یہ اعجوبہ دہرا دیا۔ حضور نے نگاہ مبارک اوپر نہیں کی۔ اور چلتے ہوئے ارشاد فرمایا مسیح کی نسبت مشہور ہے کہ سفید بادلوں میں آسمان سے اُترے گا۔ اس سے مطلب یہ ہے کہ نزول کی صورت پر ایک پردہ ہو گا۔ اور یوں ایک عوامی بات سے قیمتی نکتہ پیدا فرما دیا۔ میں نے ڈائری میں یا کسی دوسرے موقعہ پر اس کا ذکر کیا ہے۔

حج کے فوائد بقیہ صفحہ نمبر ۹

ہوتا ہے۔ مقامات اور فضاء اور تمام ماحول سادہ ہوتا ہے۔

(۳۷) حج کا سینتیسواں فائدہ یہ ہے کہ اس کے سفر میں انسان راستہ میں طرح طرح کے حالات دیکھتا ہے۔ اسے خشکی یا سمندر یا ہر دو کی بہترین سیر کا بھی موقع مل جاتا ہے۔ اور اس طرح اس کے ذریعہ سے تفریح طبع ہو جاتی ہے۔ جو خوشگوار اثرات پیدا کرنے کا باعث بن جاتی ہے۔ ورنہ انسان کنوئیں کا مینڈک بن کر رہ جاتا ہے۔ سفر میں انسان کے معلومات میں نمایاں اضافہ ہوتا ہے۔

(۳۸) حج کا اڑتیسواں فائدہ یہ ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے اہل اسلام غیر اقوام کے اس اعتراض سے بچ گئے ہیں۔ کہ اسلام میں کوئی سالانہ مرکزی اجتماع نہیں۔ اسلام نے جہاں ہر روز اہل محلہ کے لئے پنج وقتہ اجتماع اور پھر اہل شہر کے لئے ہفت روزہ اجتماع اور علاقہ کے لئے سال میں عیدین کا اجتماع رکھا ہے۔ وہاں اُس نے تمام ممالک اور اقوام کے لئے سالانہ مرکزی اجتماع رکھ کر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اور یہ اسلام کی ایک بہت بڑی خصوصیت ہے۔ یہ بات کسی اور قوم یا ملک یا مذہب کو حاصل نہیں پھر یہ اجتماع کسی انسان کا اپنا ایجاد کردہ نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے منشاء اور اس کے حکم کے ماتحت قائم کیا گیا ہے۔ جو انسان کے قائم کردہ اجتماعوں سے بڑھ کر مفید ہے۔

(۳۹) حج کا اُنتالیسواں فائدہ یہ ہے کہ اُس کے ذریعہ سے لوگوں کے دلوں میں مقدس مقامات اور شعائر اللہ کے متعلق احترام کا جذبہ پیدا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے ذریعہ سے بزرگانِ قوم کا ادب و تعظیم اور اطاعت بھی۔ اور یہ چیز انسان کے اندر بے دینی پیدا ہونے کو روکنے کے لئے بہت ممد اور کار آمد ہے۔ جو لوگ ایسے مقامات سے دور رہتے ہیں۔ اور ان کی زیارت نہیں کرتے ان کے دلوں سے آہستہ آہستہ اس قسم کا احترام کا جذبہ اُٹھ جاتا ہے۔ اور وہ دین سے اپنے آپ کو دور کر لیتے ہیں۔

غرضیکہ حج میں انسان ہر قسم کی عبادات میں حصہ لے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر قسم کی عبادت کا مجموعہ ہے۔ مثلاً فرض نماز۔ نفل روزہ۔ عام ذکر الٰہی سری و جہری۔ خدا تعالیٰ کی ذات کا تصور اور اس پر غور و فکر۔ مراقبہ۔ قربانی۔ تکبیریں۔ دعائیں۔ تلبیہ۔ تلاوت۔ طواف۔ سعی۔ زیارات و مشاہدات مقامات مقدسہ۔ استلام حجر اسود۔ صدقہ خیرات۔ انفاق فی سبیل اللہ۔ قومی فنڈ میں شمولیت۔ رات دن کی عبادات اور ذکر میں وہ حصہ لے سکتا ہے۔ خواہ مرد ہو یا عورت یا بچہ سب یکساں طور پر اس میں شریک ہو سکتے ہیں۔

اس عبادت اور اجتماع کے موقع پر مسلمانوں کی اخوت و مساوات و محبت و تنظیم و تربیت کنٹرول۔ بہادری۔ دلیری۔ شجاعت و ہمت۔ ایثار۔ قربانی۔ جفاکش۔ سفری زندگی۔ جہاد بالمال۔ جہاد بالنفس۔ خدمتِ قوم۔ ہمدردی خلائق۔ اتحاد و اتفاق۔ زیارت مقاماتِ مقدسہ۔ توجہ الی اللہ اور اس کی ذات میں محویت اور اس کی یاد کو ایک خاص رنگ میں مستقل زندگی دے دی گئی ہے۔ اس کے ذریعہ سے انسانی اور بندہ کو بندگی کا بہترین عملی سبق حاصل ہوتا ہے۔ اور اسے اس کی بہترین عادت و مشق کرائی جاتی ہے۔ اس جگہ اللہ تعالےٰ انسان کی مرضی کو کلی طور پر اپنی مرضی کے تابع دیکھنا چاہتا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ انسان کے اندر یہ بات کامل طور پر پیدا ہو جاوے۔

اسلام چیز کیا ہے خدا کے لئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

چنانچہ حج کے موقع پر اس کا کامل طور پر ظہور ہوتا ہے۔

انفرادی برکات حاصل کرنا ترک نہیں کرنا چاہیئے۔ حج ایک ضروری فرض ہے۔ جس کا ادا کرنا واجبات میں سے ہے۔ اور وہ اسلام کے بنیادی اصولوں میں داخل ہے۔ جس پر اسی طرح عمل کرنا ضروری ہے۔ جس طرح نماز اور روزہ وغیرہ پر۔ پس جن لوگوں کو خدا تعالےٰ نے توفیق دے رکھی ہے۔ ان کو اس بارہ میں غفلت سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ اور ضرور حج کرنا چاہیئے۔ ورنہ وہ اسی طرح گنہگار ہوں گے جس طرح نماز روزہ کے تارک۔ خدا تعالےٰ نے انسان کو جو مال دیا ہے۔ اسے اس کے صحیح مواقع پر صرف کرنا ہی نیکی ہے۔

ہر مجلس خدام الاحمدیہ

اپنی ماہانہ کارگذاری کی رپورٹ باقاعدہ مرکزی دفتر میں ارسال کرتی رہے۔ تا مرکز کو آپ کی جد و جہد کا علم ہوتا رہے۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

میں حضرت بابا نانک سے کیوں محبت کرتا ہوں بقیہ صفحہ نمبر ۲

اور ایکتا کا مذہب تھا۔ اس لئے انہوں نے اسلام کی تعلیم میں جو کچھ دیکھا وہ دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر آتا ہے۔ گورو صاحب کو مسلمانوں سے تعلقات قائم کرنے میں ایک لذت محسوس ہوتی تھی۔ شیخ فرید ثانی (دس سال گورو صاحب سے مل کر لوگوں کو خدا کا راستہ بتاتا رہا۔ کئی جگہوں کے ہندوؤں نے گورو صاحب کے مسلمانوں میں میل جول کو برا بھی محسوس کیا۔ مگر اس ایکتا کے اوتار نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔"

(ترجمہ اخبار موجی ۸ ر جنوری ۱۹۳۶ء)

پس جب بابا صاحب نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے ہندوؤں کو بہت کم نظر آتا ہے۔ یعنی جب آپ کو مسلمانوں سے تعلقات قائم کرنے میں ایک لذت محسوس ہوتی تھی۔ تو اس صورت میں مسلمانوں کا آپ سے محبت کرنا ایک قدرتی بات تھی۔

ایک اور سکھ ودوان گیانی شیر سنگھ صاحب آنجہانی نے لکھا ہے کہ:-

"سری گورو نانک دیو جی نے اپنی عمر کا زیادہ حصہ اسلامی ممالک میں رہے۔"

(ترجمہ از گورو گرنتھ کے پنتھ منٹ)

اور ایک سکھ ودوان پروفیسر سندر سنگھ صاحب ایم۔ ایس۔ سی نے مسلمانوں کے نانک پیار کا سبب مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے:-

"اصل وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ بابا صاحب کا طریقہ تعلیم یہ تھا۔ کہ وہ مسلمانوں کو سمجھاتے وقت پکے مسلمان معلوم ہوتے تھے"۔

(مختصر و مکمل تو ازیخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۶۳)

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہی ہے۔ کہ مسلمان شروع سے ہی جناب بابا نانک صاحب سے محبت کرتے تھے۔ اس کا اصل سبب یہی ہے کہ بابا صاحب کے پاکیزہ دل میں اسلام کے لئے محبت اور مسلمانوں کے لئے پیار تھا۔

الغرض اگر مجھ پر یہ سوال کیا جائے کہ آپ لوگ بابا نانک صاحب سے کیوں محبت کرتے ہیں؟ اُنہیں تو سکھ اپنا پہلا گورو تسلیم کرتے ہیں؟ تو میں اس سوال کا یہی جواب دوں گا کہ میرا نانک پیار اس بات پر منحصر نہیں کہ سکھ آپ کو اپنا پہلا گورو مانتے ہیں سکھ لوگ خواہ آپ کو گورو تسلیم کریں یا نہ کریں۔ اس سے میرے نانک پیار پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ کیونکہ ان کا انحصار اُن خوبیوں پر ہے جو میرے نانک میں پائی جاتی تھیں۔ اور ان میں سے ہی ایک خوبی آپ کا مسلمانوں سے پریم اور پیار ہے۔ پس اگر میں بابا صاحب سے محبت کرنا اور آپ کا احترام کرنا چھوڑ دوں تو یہ میری بہت بڑی حماقت ہوگی۔

ترجمہ از رسالہ نویاں قیمتاں
فروری ۱۹۵۱ء

تصحیح

اخبار بدر پرچہ ۲۸ ر جون ۱۹۵۲ء میں مکرم گیانی واحد حسین صاحب کا ایک مضمون بعنوان "حضرت بابا نانک صاحب" شائع ہوا ہے۔ جس میں مندرجہ ذیل غلطیاں قابلِ درستی ہیں۔ (۱) ص کالم ۳ سطر ۵ میں "بابے دی بیری سیالکوٹ" لکھا ہے۔ جو درست نہیں۔ سیالکوٹ کی جگہ سلطان پور چاہیئے۔ (۲) ص کالم ۲ سطر ۲۸ میں سمت ۱۸۹۷ بکرمی لکھا ہے۔ جو صحیح نہیں اس کی جگہ سمت ۱۷۹۷ بکرمی چاہیئے۔

اِمتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دو کتب توضیح مرام اور نور القرآن حصہ دوم کا امتحان ۱۴ ر ستمبر ۱۹۵۲ء کو زیر انتظام نظارت تعلیم و تربیت قادیان ہو رہا ہے۔ خدام کو اس میں زیادہ سے زیادہ شامل ہونا چاہیئے۔ قائدین صاحبان اور زعماء کرام اس امتحان میں شمولیت کے لئے خدام کو زیادہ سے زیادہ ترغیب دیں۔ اور امتحان دینے والوں کی تعداد سے نظارت تعلیم و تربیت قادیان کو جلد از جلد اطلاع دیں۔ تاکہ وہ پرچے بھجوا سکے

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان

نماز باجماعت کی اہمیت

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل

قرآن شریف میں انسانی پیدائش کی غرض و غائت عبادت الٰہی بیان فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔
وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔
ہر مذہب کی غرض و غائت یہی ہوتی ہے۔ کہ وہ انسان کو خدا تعالےٰ تک پہنچائے۔ مگر خدا تعالےٰ کا قرب و وصال بجز عبادت کے حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اسلام جو زندہ اور عالمگیر مذہب ہے۔ اس کی بنیاد جن پانچ ارکان پر رکھی گئی ہے اُن میں سے ایک اہم رکن "نماز" ہے۔ اس نماز کے بارہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔
"الصلوٰة معراج المؤمنین" "الصلوٰة مناجاة رب العالمین"۔ کہ نماز مومنوں کے لئے روحانی ترقیات اور قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں متعدد بار اقیموا الصلوٰة نماز قائم کرو کا حکم دیا گیا ہے۔ گویا تمام مومنوں کو اُن کے مقصدیات کے حصول کے لئے بار بار توجہ دلا کر کوشش وسعی کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کو حقوق اللہ کے بارہ میں جب انسان سے سوال کیا جائے گا۔ تو سب سے پہلا سوال اُن سے نماز یعنی عبادت الٰہی کے بارہ میں ہی کیا جائے گا۔ حقیقت بھی یہ ہے۔ کہ جس طرح انسانی جسم بغیر کھانے پینے کے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور انسانی جسم کی نشو ونما اور ترقی کے لئے غذاؤں کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح انسانی روح عبادت الٰہی اور ذکر اللہ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ اور عبادت الٰہی کے بغیر انسان روحانی اعتبار سے کوئی ترقی نہیں کر سکتا۔ اسلئے روحانی اعمال میں سے اہم اور مقدم عبادت الٰہی یعنی نماز ہے۔ چنانچہ ایمان وکفر اور مسلم ومشرک کے درمیان فرق کرنیوالی چیز نماز ہی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔
"اقیموا الصلوٰة ولا تکونوا من المشرکین"۔
کہ نماز قائم کرو اور مشرک نہ بنو۔ گویا نماز نہ پڑھنا شرک کے مترادف ہے۔ کیونکہ جو انسان دنیوی امور اور لذات میں اتنا منہمک ہے۔ کہ نماز کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اُس کے دل میں غیر اللہ کی محبت گھر کر چکی اور اُس نے اُسے ذکر الٰہی سے غافل کر دیا ہے اور یہی شرک ہے۔ حالانکہ مومن کا کام ہے۔ دست با کار دل با یار۔ اور ایک مومن دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوئے حقوق العباد کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ حقوق اللہ کی ادائیگی کی طرف زیادہ توجہ دیتا ہے۔ تاکہ اُس کی زندگی وحیات کا مقصد بھی پورا ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نماز کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں (کشتی نوح)

اور حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی قوم چاہتی ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسل میں اسلامی روح قائم رکھے۔ تو اُس کا فرض ہے کہ اپنی قوم کے ہر بچہ کو نماز کی عادت ڈالے"۔
(الفضل ۲۲ر اپریل ۱۹۳۸ء)

بچوں کو نماز کی عادت ڈالنے کے بارہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔
"مروا اولادکم بالصلوٰة وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین" (ابو داؤد)
کہ اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو۔ جبکہ وہ سات سال کے ہوں اور اُن کو نماز نہ پڑھنے پر سزا دو جبکہ اُن کی عمر دس سال کی ہو۔
پس بچوں کو شروع سے ہی عبادت الٰہی کا شوق دلا کر نماز کی عادت ڈالنا چاہیئے۔ تاکہ اُن کی جسمانی نشو ونما کے ساتھ ساتھ اُن کی روحانی ترقی کا بھی سامان ہوتا جائے۔ اور نماز پڑھنا اُن کی طبیعت ثانیہ بن جائے۔ اور بجز نمازوں کے اُن کی روح کو قرار وتسکین نہ ہو۔
ایک اور ضروری امر بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جہاں شریعت نے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے وہاں نماز باجماعت کی ادائیگی پر بھی زور دیا ہے۔ کہ انسان بغیر کسی عذر معقول کے نماز باجماعت ہی ادا کرے۔ حدیث میں نماز باجماعت کی اکیلے نماز پڑھنے پر ۲۷ گنا زیادہ فضیلت بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ مساجد اسی غرض سے بنائی جاتی ہیں کہ دیگر دینی امور کے علاوہ نماز باجماعت اُن میں ادا کی جائے۔ تاکہ اجتماعیت جو اسلام کی روح ہے۔ اُس کو عبادت میں بھی قائم رکھا جائے۔
حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے "یقیمون الصلوٰة" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"نماز باجماعت سے پہلے امام کے نماز پڑھانے کے قریب وقت میں اذان کے کلمات تھوڑی زیادتی کے ساتھ دہرائے جاتے ہیں۔ ان کلمات کو اقامت کہتے ہیں۔ اور نماز باجماعت بھی۔ ان معنوں کی رو سے اقامة الصلوٰة کا مفہوم رکھتی ہے۔ ہمارے ملک میں بھی کہتے ہیں "نماز کھڑی ہو گئی ہے"۔ اس محاورہ کے مطابق یقیمون الصلوٰة کے معنے ہوں گے کہ وہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ اور دوسرے سے ادا کرواتے ہیں۔

نماز باجماعت کی ضرورت کو عام طور پر مسلمان بھول گئے ہیں۔ اور یہ ایک بڑا موجب مسلمانوں کے تفرقہ اور اختلاف کا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس عبادت میں بہت سی شخصی اور قومی برکتیں رکھی تھیں مگر افسوس کہ مسلمانوں نے انہیں بھلا دیا۔ قرآن کریم نے جہاں بھی نماز کا حکم دیا۔ نماز باجماعت کا حکم دیا ہے خالی نماز پڑھنے کا کہیں بھی حکم نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نماز باجماعت اہم اصول دین میں سے ہے۔ بلکہ قرآن کریم کی آیات کو دیکھیکر کہ جب بھی نماز کا حکم بیان ہوا ہے۔ نماز باجماعت کے الفاظ میں ہوا ہے۔ تو صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن کریم کے نزدیک نماز صرف تبھی ادا ہوتی ہے کہ باجماعت ادا کی جائے۔ سوائے اس کے کہ ناقابل علاج مجبوری ہو۔ پس جو کوئی شخص بیماری یا شہر سے باہر ہونے یا نسیان یا دوسرے مکان کے موجود نہ ہونے کے عذر کے سوا نماز باجماعت کو ترک کرتا ہے خواہ وہ گھر پر نماز پڑھ بھی لے تو اُس کی نماز نہ ہوگی۔ اور وہ نماز کا تارک سمجھا جائے گا۔ قرآن کریم میں نماز پڑھنے کا جہاں بھی حکم آیا ہے "اقیموا الصلوٰة" کے الفاظ سے آیا ہے۔ کبھی بھی خالی "صلّوا" کے الفاظ استعمال نہیں ہوئے۔ یہ امر بھی اسبات کی واضح دلیل ہے کہ اصل حکم یہی ہے کہ فرض نماز کو باجماعت ادا کیا جائے۔ اور بغیر جماعت کے نماز صرف مجبوری کے ماتحت جائز ہے۔ جیسے کوئی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکے تو اُسے بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے۔ پس جس طرح کوئی کھڑا ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت رکھتا ہو۔ لیکن بیٹھ کر پڑھے۔ تو یقیناً وہ گنہگار ہوگا اسی طرح جسے باجماعت نماز کا موقع مل سکے مگر وہ باجماعت نماز ادا نہ کرے تو وہ بھی گنہگار ہوگا۔
آجکل بہت سے لوگ ایسے ملتے ہیں۔ جو باجماعت نمازوں کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ہیں۔ اور باتوں میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ نماز ہو چکتی ہے۔ اور پھر افسوس کرتے ہیں کہ نماز چلی گئی۔ ان کو بہت احتیاط سے کام لینا چاہیئے کیونکہ معمولی غفلت سے بہت بڑے ثواب سے محروم رہ جاتے ہیں"۔
(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۰۶ و ۱۰۵)

اسی طرح حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بچوں کو نماز باجماعت کا عادی بنانے کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

"میرے نزدیک اُن ماں باپ سے بڑھ کر اولاد کا کوئی دشمن نہیں جو بچوں کو نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت نہیں ڈالتے"۔
(الفضل جلد ۱۲ نمبر ۱۲۹ صفحہ ۷)

پس ہماری جماعت (جس کے ذمہ شریعت کا دوبارہ احیاء ہے) کے احباب کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ نمازوں کو التزام کے ساتھ باجماعت ادا فرمائیں اور اپنے بچوں کو بھی نماز باجماعت کا عادی بنائیں تاکہ ہم میں اور ہماری آئندہ نسل میں "اسلامی روح" قائم رہے۔ اور ہم اپنے مقصد حیات کو پورا کر کے خدا کے قرب ووصال کو حاصل کر سکیں۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

میں حضرت بابا نانک رح سے کیوں محبت کرتا ہوں!

مکرم گیانی عباد اللہ صاحب کا مندرجہ ذیل مضمون رسالہ نویاں قیمتاں دہلی (جس کے سرپرست پرنسپل نرنجن سنگھ صاحب ایم۔ ایس۔ سی تھے) کے فروری ۱۹۵۱ء کے پرچہ میں شائع ہوا تھا۔ جس کا اردو ترجمہ ناظرین بدر کی دلچسپی کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

ذات جنم تے اصل نسل نوں کوئی کدی نہ پچھانے
جد سنار رتا درشن دیوے ہر کوئی اپنی جانے

میرے سکھ بھائی جناب بابا نانک صاحب کو اپنا گورو تسلیم کر کے سکھ دھرم کا بانی سمجھتے ہیں مگر مسلمان بھی بابا نانک کے پیار اور احترام میں کسی سے پیچھے نہیں۔ ہم احمدی مسلمان جو اس وقت تمام دنیا میں لاکھوں کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ نانک کے پیار اور احترام کو ایک ضروری فریضہ تسلیم کرتے ہیں۔ اس کی وجہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی وہ پاکیزہ تعلیم ہے۔ جو حضور نے اپنے عقیدتمند احمدیوں کو دی ہے۔ چنانچہ حضور کا فرمان ہے ؎

بود نانک عارف مرد خدا
رازہائے معرفت را راکش

(ست بچن ص۳)

یعنی جناب بابا نانک صاحب خدا کا ایک عارف انسان تھا۔ اور معرفت الٰہی کے رازوں سے واقف تھا۔

ایک اور مقام پر حضور فرماتے ہیں۔

"ہمیں بابا نانک کی بزرگیوں اور عزتوں میں کچھ کلام نہیں اور ایسے آدمی کو ہم درحقیقت خبیث اور ناپاک طبع سمجھتے ہیں۔ جو اُن کی شان میں نالائق لفظ منہ پر لاوے یا توہین کا مرتکب ہو۔" (ست بچن ص۱۵۹)

نیز حضور کا یہ ارشاد بھی احمدیہ لٹریچر میں موجود ہے:۔

"میں سکھ صاحبوں سے اس بات میں اتفاق رکھتا ہوں کہ بابا نانک صاحب درحقیقت خداتعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے تھے۔ اور ان میں سے تھے جن پر الٰہی برکتیں نازل ہوتی ہیں۔ اور میں ان لوگوں کو شریر اور کمینہ طبع سمجھتا ہوں جو ایسے بابرکت لوگوں کو توہین اور ناپاکی کے الفاظ کے ساتھ یاد کریں"۔ (تبلیغ رسالت جلد۴ ص۵۱)

سکھ تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا نانک سے پیار ایک مشہور تاریخی حقیقت ہے۔ بابا صاحب کے زمانہ کے مسلمان آپ کو اپنا ایک بزرگ اور ولی سمجھ کر آپ کا احترام کرتے تھے۔ رائے بلار کے دل میں آپ کے لئے بے حد محبت تھی۔ یہ مسلمان رئیس آپ کو خدا کا پیارا اور ولی اللہ یقین کیا کرتا تھا (ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا ص۵۱ و جنم ساکھی اردو ص۱۳ و گوردوارے درشن ص۱۳)

اسی طرح مولوی قطب الدین صاحب نے جس سے آپ نے فارسی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی تھی۔ آپ کے ولی اللہ ہونے کی شہادت دی تھی۔ (ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی منی سنگھ ص۱۰۶ و تواریخ گورو خالصہ ص۵۶ و نانک پرکاش پورباردھ ادھیائے ۹) نواب دولت خاں لودھی بھی آپ کو ولی اللہ اور خدا کا پیارا تسلیم کر کے آپ کا احترام کیا کرتا تھا (ملاحظہ ہو تاریخ گورو خالصہ پنجم ص۳۹) شیخ فرید ثانی (جس کا اصل نام ابراہیم تھا مگر سکھ مورخین نے شیخ برہم بیان کیا ہے) آپ کو خدا کا پیارا اور ولی اللہ ہی سمجھتے تھے (ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا ص۱۱۴) میاں مٹھا کا بابا صاحب کو ولی اللہ سمجھ کر آپ کا احترام کرنا بھی سکھ مورخین کو مسلم ہے (ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا ص۲۷۳)

اور بابر بادشاہ کے متعلق بھی یہ مرقوم ہے کہ وہ بھی بابا صاحب کے متعلق یہی خیال رکھتا تھا کہ آپ خدا کے پیارے اور ولی اللہ ہیں۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ پنجم ص۱۳۹ و اتہاس سکھ گورو صاحبان ص۹۸) ان باتوں کے پیش نظر ہی باوا گنیش سنگھ صاحب نے بیان کیا ہے کہ:۔

ترک اولیا بھنے انویا
گورو نانک سور جودے

یعنی مسلمان حضور کو ولی اللہ کہتے ہیں۔

شیر پنجاب ۱۹ نومبر ۱۹۴۵ء

سکھ مؤرخین اس امر میں متفق ہیں کہ جب بابا صاحب کا انتقال ہوا تھا تو اس زمانہ کے مسلمانوں نے نانک سے اپنی محبت بہت دلیری سے ظاہر کی تھی۔ اور آپ کو اپنا ایک بزرگ اور خدا کا پیارا تسلیم کر کے اسلامی طریق پر آپ کی تجہیز و تکفین کرنے کا مطالبہ کیا تھا۔ ایک سکھ ودوان نے لکھا ہے کہ:۔

"مسلمان کہتے تھے کہ مہاراج ہمارے ولی تھے۔ ہم انہیں دفن کریں گے۔"

(ترجمہ از رسالہ پھلواڑی نومبر ۱۹۳۱ء)

اس سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے سردار سردول سنگھ صاحب کوشیر نے لکھا ہے کہ:۔

"اس میں کوئی حیرانی کی بات نہیں کہ گورو نانک صاحب کی وفات کے موقعہ پر کسی کو پتہ نہ تھا کہ گورو صاحب کا کیا مذہب تھا۔ ہندو انہیں اپنے مذہب کے مطابق نذر آتش کرنا چاہتے تھے اور مسلمان چاہتے تھے کہ شرع کے مطابق انہیں دفن کیا جائے . . . . گورو صاحب میں ہر ایک کو اپنے مذہب کے اچھے اصول ملتے تھے"۔

(ترجمہ از کلتا اک گورو ص۳۱-۳۲)

حضرت بابا نانک صاحب سے محبت کرنے والے مسلمان صرف ہندوستان یا پاکستان میں ہی نہیں ہیں۔ بلکہ میں یہ بتا چکا ہوں کہ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے لاکھوں احمدی مسلمان آپ سے محبت کرنا اور آپ کا احترام کرنا اپنا ایک فرضی فریضہ تسلیم کرتے ہیں۔ ہم احمدیوں کے علاوہ دوسرے مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں۔ جو دل سے آپ کی عزت کرتے ہیں۔ گیانی گیان سنگھ صاحب نے بغداد کی ساکھی کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ:۔

"اکثر راست گو حاجی کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ یہاں پر ایک مکان گورو نانک صاحب کی یادگار میں بنا ہوا ہے۔ جس کو نانک پیر کے نام سے پکارتے ہیں اور وہاں پر عموماً لوگ آپ کو مسلمان پیر خیال کرتے ہیں"۔

(تواریخ گورو خالصہ اردو ایڈیشن اول ص۵۱)

راست گو حاجی کی اس شہادت سے پتہ چلتا ہے کہ بابا صاحب کو اپنانے کا خیال صرف ہندوستان اور پاکستان کے مسلمانوں میں ہی نہیں پایا جاتا۔ بلکہ ان ملکوں سے باہر دوسرے اسلامی ممالک بھی اس خیال کے حامل مسلمان موجود ہیں۔ بابا صاحب کی بغداد میں بنی ہوئی اس یادگار کا نقشہ اور کتبہ وغیرہ بھی سکھ ودوانوں نے شائع کیا ہوا ہے۔ (ملاحظہ ہو مہان کوش ص۲۴۸۶ و چھوت چھات سمبندھی گورمت سدھانت ص۱۴ گورو نانک جیت کار ص۹۷ و بابے دی بغداد پھیری ص۱۵ و نانک پرکاش سمپارت ص۱۰۵۴ وغیرہ)

بغداد کے علاوہ بخارا اور کابل وغیرہ اسلامی ملکوں اور شہروں کے مسلمان بھی آپ کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ اور ان ممالک میں بھی کہیں کہیں آپ کی یادگاریں پائی جاتی ہیں۔ جن کی حفاظت مسلمان مجاور صدق دل سے کر رہے ہیں۔ ان اسلامی ملکوں کے لوگ بابا صاحب موصوف کو "ولی ہند" "بابا نانتوں" وغیرہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ جیسا کہ مرقوم ہے:۔

اُن (اسلامی) ممالک کے لوگ بابا صاحب کو "بال گرداں پیر" "باولی ہند" اور بعض "نانک قلندر" بھی کہتے ہیں"۔

(ترجمہ از تواریخ گورو خالصہ ص۲۵۲)

اسی طرح گیانی گیان سنگھ صاحب نے یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ایک مرتبہ اورنگزیب بادشاہ نے گورو ہر رائے صاحب کو ایک چٹھی لکھی تھی۔ جس میں جناب بابا صاحب سے متعلق اپنی عقیدت مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی تھی۔

"نانک شاہ کے گھرانے کو ہم ہندو . . . . . کی طرح نہیں سمجھتے۔ کیونکہ نانک شاہ سچے فقیر، خدا رسیدہ اور صلح کل تھے۔ ان کے اندر ہندوؤں والی ضد نہ تھی۔ انہوں نے مکہ معظمہ کا حج بھی کیا۔ اور بہت سے چلے بھی کاٹے۔ اسلامی ممالک میں پھر کر مسلمانوں سے محبت پیدا کی۔ اعتبد بر ستتے رہے۔ انہوں نے دُھوئی کو دور کیا ہوا تھا"۔

(ترجمہ از تواریخ گورو [illegible] ص۷۶۲)

الغرض مسلمانوں کا بابا صاحب کو اپنانا اور ان سے محبت کرنا ایک مشہور تاریخی حقیقت ہے مسلمانوں کا یہ نانک پیار۔ اس محبت اور پریم کے نتیجہ میں تھا۔ جو جناب بابا صاحب کے پاکیزہ دل میں اسلام اور مسلمانوں کے لئے تھا۔ کیونکہ محبت کے نتیجہ میں ہی محبت پیدا ہوا کرتی ہے۔ نفرت ایک گھن ہے۔ اس سے دوسرے کے دل میں کبھی بھی محبت کے جذبات پیدا نہیں ہوسکتے۔ بلکہ اس سے انسان کا اپنا آپ ہی گل سڑ جاتا ہے۔ جناب بابا نانک صاحب نے خود بھی یہی فرمایا ہے۔ کہ محبت کے نتیجہ میں ہی محبت پیدا ہوتی ہے۔ جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے:۔

دعات ملے چھن دعائے
تو توبے کو دعا دے

(محلہ ۱ ص۷۲۵)

پس یہ ایک حقیقت ہے کہ جناب بابا نانک صاحب کے پاک دل میں مسلمانوں کے لئے سچی ہمدردی اور محبت تھی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام مسلمان آپ کا صدق دل سے احترام کرتے تھے۔ ایک مشہور ودوان ٹی۔ ایل۔ واسوانی صاحب نے اپنے ایک مضمون میں بیان کیا ہے کہ:۔

"میں سمجھتا ہوں گورو نانک کا مذہب ملاپ

(باقی صفحہ ۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

حج کے فوائد

(۲)

مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

(۱۱) حج کا گیارھواں فائدہ یہ ہے کہ اس موقعہ پر مکہ مکرمہ اور عرفات کے میدان میں مسلمانوں کا عظیم الشان اجتماع ہوتا ہے۔ جس میں مختلف اماکن اور اقوام سے مسلمان جمع ہوتے ہیں اور یہ اجتماع اغیار کی نظروں میں ایک رعب پیدا کرتا ہے اور دبدبہ اور شان و شوکت کا موجب بنتا ہے۔ غرض یہ عظیم الشان اجتماع اپنی نوعیت اور وسعت میں ایک نمایاں اور ممتاز شان رکھتا ہے جس کی مثال کسی اور مذہب میں نہیں ملتی۔

(۱۲) حج کا بارھواں فائدہ یہ ہے کہ اس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی خاص طور پر مدد فرمایا کرتا ہے۔ ان کا ہر وقت ساتھ دیتا ہے۔ ان کی تائید میں خاص سامان پیدا کر دیتا ہے۔ ان پر انعام و اکرام کی بارش برساتا ہے۔ ان کا ذکر باقی رکھتا ہے۔ ان کو دنیا کے لئے غیر فانی نمونہ بنا دیتا ہے۔ ان کی جاودانی زندگی اور بہبودی کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ جیسا کہ اس نے حضرت ابراہیم اور ان کے اہل بیت کے لئے کئے۔ آئندہ بھی وہ اپنے پیاروں اور خاص الخاص بندوں کے لئے ایسا ہی کرے گا۔ ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط نہیں کرے گا بلکہ انہیں ان کے دشمنوں پر غلبہ عطا کرے گا اور ان کو ان کے مقاصد میں کامیاب و کامران کرے گا۔

(۱۳) حج کا تیرھواں فائدہ یہ ہے کہ حج ہمیں بتاتا ہے کہ قوم کو مرد و عورت اور بچہ تینوں کی مسلسل قربانیوں کی ضرورت ہے۔ ان کے بغیر کوئی قوم قوم نہیں بن سکتی اور نہ وہ ترقی کے میدان میں آگے قدم بڑھا سکتی ہے۔ جس کے تمام افراد ترقی کے میدان میں دوڑ لگا دیں اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ قوم کے کسی ایک حصہ کی قربانی کافی نہیں بلکہ اس کے لئے سب کی قربانی کی ضرورت ہے۔

(۱۴) حج کا چودھواں فائدہ یہ ہے کہ ان کے متعلقہ مقدس مقامات کی زیارت اور ان کے مشاہدہ سے انسان کے ایمان میں بہت زیادتی ہوتی ہے اور انسان پہلے سے زیادہ اپنے اندر جوش و ولولہ پاتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ذریعہ سے ان مقامات کی تقدیس میں اضافہ ہو گیا کیونکہ آپ کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی عبادت دنیا میں قائم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں سال قبل ان مقامات کی بنیاد ڈالی تھی۔ ان مقامات میں عبادت اور دعا کرنے کا بہ نسبت دوسرے مقامات کے زیادہ ثواب ملتا ہے مسجد حرام کی ایک نماز کا ثواب دوسری جگہ کی ایک ہزار نماز کے ثواب کے برابر ہے۔ حج میں جانے سے انسان اس فائدہ سے متمتع ہو سکتا ہے

(۱۵) حج کا پندرھواں فائدہ یہ ہے۔ کہ اس کے لئے مسلمان زیادہ سے زیادہ جمع ہوتے ہیں اور ان کی عبادتوں اور دعاؤں میں زیادہ سے زیادہ اجتماعی اور قومی رنگ پیدا ہو کر ان میں زیادہ سے زیادہ زور پیدا ہو جاتا ہے اور اس طرح وہ زیادہ سے زیادہ قبولیت کے قریب ہو جاتی ہیں یہ بات ظاہر ہے۔ کہ انفرادی اور اجتماعی دعاؤں اور عبادتوں میں نمایاں فرق ہے۔ انفرادی عبادتیں اور دعائیں وہ اثر اور نتائج پیدا نہیں کر سکتیں جو اجتماعی عبادتیں اور دعائیں پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہیں۔

(۱۶) حج کا سولھواں فائدہ یہ ہے کہ چونکہ خانہ کعبہ ساری دنیا کے لئے ہدایت اور توحید کا مرکز ہے۔ اس لئے حج کے ذریعہ سے ہر سال مکہ کے بلد الامین ہونے کا دنیا میں اعلان ہوتا رہتا ہے۔ دنیا میں کوئی دوسرا شہر ہمیشہ کے لئے بلد الامین نہیں ہے۔ صرف مکہ ہی امن والا اور امن دینے والا شہر ہے۔ چونکہ وہ ہمیشہ دنیا کے لئے امن دینے والا رہے گا۔ اس لئے وہی حقیقی معنوں میں دنیا کا مرکز بننے کی صلاحیت اپنے اندر رکھتا ہے۔ سو حج کے ذریعہ سے ہر سال یہ اعلان ساری دنیا میں ہوتا ہے تاکہ ساری دنیا کے لوگ اس طرف متوجہ ہوں اور اپنے حقیقی امن دینے والے مرکز کو پہچانیں اور ایک جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر خدا کی خوشنودی حاصل کریں۔

(۱۷) حج کا سترھواں فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہر سال مرکز اسلام میں اسلام کی اعلیٰ شان و شوکت عظمت و جبروت اور اجتماعی طاقت کا اظہار ہوتا ہے۔ مرکزی اجتماع کے بغیر ایسا ہونا ناممکن ہے۔ حج گو بظاہر عبادت کے لئے ہے۔ مگر ضمنی طور پر اس سے یہ بات بھی حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے اپنے مرکز کے ساتھ تعلق اور اس کے لئے جذبہ اخلاص کا علم بھی ہوتا ہے اس چیز کا گھر میں بیٹھ کر وہ اظہار نہیں کر سکتا ہاں جب وہ گھر سے نکلتا ہے۔ تب پتہ لگتا ہے کہ اسے اپنے مرکز کے ساتھ محبت اور وابستگی ہے۔

اسی طرح اس کا یہ بھی فائدہ ہے۔ کہ مسلم قوم مجموعی طور پر ہوشیار رہ سکتی ہے۔ اور آئندہ اپنی حالت کا اندازہ لگا سکتی ہے۔ اور اپنی اعلیٰ شان کو برقرار رکھ سکتی ہے۔ اسے یہ آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ قوم کا قدم بحیثیت مجموعی ترقی کی طرف اٹھ رہا ہے یا تنزل کی طرف۔ اور اس طرح وہ ہر وقت ہوشیار ہو کر اپنے تنزل کا تدارک کر سکتی ہے۔

(۱۸) حج کا اٹھارھواں فائدہ یہ ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے تمام عالم اسلام اپنی قوم کے اچھے برے حالات سے باخبر رہ سکتا ہے۔ وہاں سب کے حالات کا نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر معلوم کر کے ان کے دکھ سکھ خوشی و غم میں شریک ہو سکتا ہے۔ وہاں انہیں بحیثیت مجموعی دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ کہ کس ملک یا قوم کے لوگ کس حد تک آگے یا پیچھے ہیں۔ اور کس حد تک کسی قوم یا ملک کو آگے بڑھنے اور ان کو اوپر اٹھانے کی ضرورت ہے۔ گویا اس طرح پسماندہ حصہ کی خبرگیری بھی ہو سکتی ہے۔

(۱۹) حج کا انیسواں فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے انسان اپنے عزیز و اقارب اور رشتہ داروں سے جدا ہونے اور اپنے عزیز وطن سے بے وطن ہونے اور اپنے وقت کو دین کی خاطر صرف کرنے کی قربانی میں بھی شریک ہونے کا موقعہ پاتا ہے اور اس بارہ میں اس کے نفس میں جو بخل ہوتا ہے اس سے بچ سکتا ہے۔ گویا اس کے ذریعہ سے وہ وقت وطن اور عزیز رشتہ داروں کی جدائی کی قربانی کرنا سیکھتا ہے اور اس بارہ میں اس کے نفس سے بھی بخل دور ہو جاتا ہے۔

(۲۰) حج کا بیسواں فائدہ یہ ہے کہ حج میں شامل ہونے سے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیوں میں حصہ لے سکتا ہے۔ کہیں سفر خرچ کے ذریعہ سے اس قربانی میں شامل ہوتا ہے۔ کہیں مرکزی قومی فنڈز میں شریک ہوتا ہے۔ کہیں عام صدقہ و خیرات اور وہاں کے نادار اور بیکس لوگوں کی امداد کے ذریعہ سے ان کی دعاؤں کا مستحق بنتا ہے۔ اور اس طرح قوم کے ایک حصہ کی بیکاری سے نکالنے کا موجب بن کر قوم کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اور ان کی اقتصادی حالت کو درست کر سکتا ہے۔

(۲۱) حج کا اکیسواں فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے انسان ہر قسم کے لغو اور بے حیائی کے کاموں اور لڑائی جھگڑے کی باتوں سے بچ سکتا ہے۔ اور اس کے اندر پاکیزگی اور مصالحت کی روح پیدا ہو سکتی ہے۔ کیونکہ حج کے متعلق حکم ہے کہ فلا رفث ولا فسوق ولا جدال کہ جب کوئی مسلمان حج کے لئے نکلے تو ان باتوں سے بچے۔ چونکہ اس موقعہ پر انسان کو ان باتوں کی پابندی کرنی پڑتی ہے اس لئے آئندہ کے لئے ان باتوں کا عادی ہو جاتا ہے اور اس کے اندر ایک نئی پاکیزہ روح پیدا ہو جاتی ہے۔

(۲۲) حج کا بائیسواں فائدہ یہ ہے کہ باہر جانے والوں کو وہاں پر بعض خاص خاص مواقع دعاؤں کی قبولیت کے حاصل ہوتے ہیں۔ جو حج کے بغیر انہیں بآسانی حاصل نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح بعض خاص خاص مواقع عبادت کے بھی ملتے ہیں۔ جیسے منیٰ۔ مزدلفہ۔ عرفات اور خانہ کعبہ اور اس کے باہر صفا اور مروہ ہیں۔ یہ وہ خاص مقدس مقامات شعائر اللہ ہیں۔ جہاں سال میں ایک دفعہ ہی عبادت اور دعا کا خاص موقع ملتا ہے۔ حج کے بغیر ان برکات سے محروم رہتا ہے۔

(۲۳) حج کا تئیسواں فائدہ یہ ہے کہ وہاں جا کر جب انسان اس میں شامل ہوتا ہے تو اس کے دل کی تنگی دور ہوتی ہے۔ وہ دوسروں کے حقوق کی پامالی اور بے انصافی کو ترک کرنا سیکھتا ہے۔ وہ عدل و انصاف اور وسعت قلبی کا مجسمہ بن جاتا ہے۔ وہ کمزوروں کے حقوق کو ادا کرنا سیکھتا ہے۔ وہ بیکسوں پر ظلم کرنے سے اجتناب کی عادت ڈالتا ہے۔ وہ دوسروں کی تکالیف کا خیال رکھتا ہے اور ان کے حقوق کما حقہ ادا کرتا ہے۔ وہ اپنے حقوق کو چھوڑنا سیکھتا ہے

اس کے ذریعہ سے انسان کے ا[illegible]

قربانی۔ ہمدردی اور خدمتِ خلق کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے۔ انسان چاہتا ہے کہ وہ ان باتوں میں دوسروں سے سبقت لے جاوے اور پھر ان باتوں میں دوسروں کے لئے نمونہ بنے۔ وہ اپنی تکالیف کا کوئی خیال نہیں کرتا۔ وہ اپنے حقوق کو پس پشت ڈال کر دوسروں کے لئے قربانی کرنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔ وہ ان کے لئے ہر تکلیف برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہوجاتا ہے۔ اور اس طرح شفقت علیٰ خلق اللہ کا اعلیٰ مقام حاصل کرلیتا ہے۔

(۲۴) حج کا چوبیسواں فائدہ یہ ہے کہ اسکے ذریعہ سے انسان تکبر۔ رعونت۔ غرور۔ انانیت سے بچ جاتا ہے۔ اس کے اندر انکسار۔ فروتنی۔ بےنفسی پیدا ہوکر وہ سراپا عجز کا مجسمہ بن جاتا ہے۔ اس سے نفسانیت کی فربہی دور ہوتی ہے۔ اس کے اندر ملاطفت حلم۔ بردباری اور کسرِ نفسی اور رحمدلی کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ اپنے اندر دوسروں سے نرمی کے ساتھ سلوک کرنے کی عادت پیدا کرنے لگ جاتا ہے۔

چونکہ وہاں کوئی دلچسپی کا سامان نہیں۔ خشک پہاڑوں۔ میدان اور پتھروں کے درمیان انسان پھرتا ہے۔ اس لئے بعض لوگوں کے دلوں میں خشکی اور سختی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر یہ بات صرف ان لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ جو محض ریاکاری اور دنیاداری کی خاطر حج کے لئے جاتے ہیں۔ خدا کی رضا ان کا اصل مقصود نہیں ہوتی یا پھر ان لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتی ہے۔ جو اصل مقصود صرف حج کو سمجھ بیٹھتے ہیں۔ اور خدا کو بھلا دیتے ہیں۔ حالانکہ حج تو خدا کو پانے کا ذریعہ ہے۔ مقصود بالذات نہیں۔ مقصود بالذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

(۲۵) حج کا پچیسواں فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے انسان کے اندر سچا اور حقیقی تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے خوف میں ترقی کرنے لگ جاتا ہے۔ جس سے اس کے اعمال پر نمایاں اثر پڑتا ہے۔ اور اس کے اعمال و افعال و حرکات و سکنات میں نمایاں انقلاب رونما ہوکر اس کے نفس کی اصلاح اور اس کی ترقی کا موجب ہوتا ہے۔ انسان کے اندر زہد اور پرہیزگاری کا مادہ ترقی کرتا ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ کے زیادہ سے زیادہ قریب ہوجاتا ہے۔ اور اس طرح اس کے غضب اور عذاب سے بچ سکتا ہے۔

(۲۶) حج کا چھبیسواں فائدہ یہ ہے کہ اس ذریعہ سے انسان کی دنیوی تکالیف اور مشکلات بھی دور ہوتی ہیں۔ اور یہ انسان کے دکھوں اور پریشانیوں اور بیماریوں سے نجات کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ کیونکہ اگر انسان خدا تعالیٰ کی خاطر یہ مشکلاتِ سفر برداشت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسکی دینی و دنیوی مشکلات کا ازالہ فرمادیتا ہے اور اسے پریشانیوں سے نکال لیتا ہے۔ اور اسے اس کے لئے خیر و برکت کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔

(۲۷) حج کا ستائیسواں فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے انسان فلاحِ دارین حاصل کرسکتا ہے۔ اپنے دینی و دنیوی مقاصد میں کامیابی حاصل کرسکتا ہے۔ اور روحانی طور پر اسے وہ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ جو کسی دوسرے ذریعہ سے اسے حاصل نہیں ہوسکتا وہ خدا تعالیٰ کا حقیقی قرب پا سکتا ہے۔ وہ خدا کی معرفت میں ترقی کرسکتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کو حقیقی معنوں میں پا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کی خاطر اتنی بڑی قربانی کرتا ہے اس قربانی کے بعد خدا تعالیٰ کا پانا اس کے لئے بہت آسان ہوجاتا ہے۔ اگر بندہ اس کے پیچھے سرگرداں پھرتا ہے۔ تو وہ بھی اپنے ایسے متلاشی کو آملتا ہے۔ اور اس طرح انسان اپنی زندگی کے اصل اور اعلیٰ مقصد میں کامیابی حاصل کرلیتا ہے۔ یہ اس کے سلوک کی شاہراہ ہے۔ جسے وہ طے کرلیتا ہے۔

(۲۸) حج کا اٹھائیسواں فائدہ یہ ہے کہ مسلمان قوم اپنے مرکز میں اس موقع پر اکٹھی ہوکر باہم مشورہ کے ذریعہ تمام عالم اسلام کے لئے ایک متحدہ پروگرام بناسکتی اور اپنے لئے ایک مشترکہ لائحہ عمل تجویز کرکے اس پر عمل پیرا ہوسکتی ہے۔ اور اس طرح ان کے اندر عملی طور پر بھی یگانگت اور اتحاد پیدا ہوکر ان کی مضبوطی۔ بہتری اور بہبودی کے سامان پیدا ہوسکتے ہیں۔ اور اس طرح وہ عمل کے میدان میں دوسروں سے آگے نکل سکتے ہیں۔ اور اس طرح اسلام کی ترقی کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ سکیمیں سوچی جاسکتی اور ان کے ذریعہ سے قوم کے لئے ترقی کا بہترین راستہ کھولا جا سکتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ مسلمان اس طرف سے بکلی غافل ہیں۔ اور حج کا یہ قومی مقصد پورا نہیں ہورہا۔

(۲۹) حج کا انتیسواں فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے مرکزِ اسلام میں ایک خالص شاندار اسلامی فضا کا بہترین نقشہ قائم ہوجاتا ہے جس کی نظیر دوسری صورت میں پیدا ہونی ناممکن ہے۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کی کامل توحید کا صحیح فوٹو آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس وقت ہر بات اور ہر چیز توحید میں ڈوبی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ گویا اس وقت کامل توحید کا ہر طرف پرتو ہوتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرف اللہ ہی اللہ جلوہ افروز ہے۔ اور کانّ اللہ نزل من السماء کا پورا منظر سامنے آجاتا ہے۔

(۳۰) حج کا تیسواں فائدہ یہ ہے کہ اس موقع پر اپنے مرکز کو ایسی شاندار حالت میں دیکھ کر انسان کے دل میں اطمینان اور خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اور اس سے انشراحِ صدر زیادہ سے زیادہ حاصل ہوتا ہے۔ گویا حج مسلمانوں کے لئے خوشیوں کا مجموعہ ہے۔ وہ اس موقع کو دیکھ کر خوشی سے پھولا نہیں سماتا۔ ایسی شاندار خوشی ان کو کسی اور موقع پر حاصل نہیں ہوسکتی جو انہیں حج کے موقع پر حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ اسلامی کوششوں اور جدوجہد اور سعیٔ بلیغ کا شاندار نتیجہ ہے۔ جو وہاں اسے نظر آتا ہے۔

(۳۱) حج کا اکتیسواں فائدہ یہ ہے کہ انسان ایسے موقع پر فارغ اوقات میں تجارت کرکے نفع بھی کماسکتا ہے۔ اور اس طرح دنیوی طور پر بھی یہ سفر انسان کے لئے مفید بن سکتا ہے۔ وہ اپنے ملک کی چیزیں وہاں لے جاکر اور وہاں کی چیزیں اپنے ملک میں لاکر تبادلۂ اشیاء کے ذریعہ سے ہر دو ملکوں کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اور اس طرح ہر دو ملکوں کے فروغ و ترقی میں محد اور معاون وجود بن سکتا ہے۔ اور اپنے ذاتی مفاد بھی حاصل کرسکتا ہے۔ اور اس طرح حج کا سفر افراد اور قوم و ملک ہر دو کے لئے فائدہ مند بن جاتا ہے۔

(۳۲) حج کا بتیسواں فائدہ یہ ہے کہ موقع پر اہل عرب کے ساتھ ملنے اور ان کی حالت کو دیکھ کر خود بھی دین میں ترقی کرنے کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح اہل زبان کی زبان کے سیکھنے کا بھی خیال پیدا ہوکر زبان سیکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر ان سے زیادہ مستفید نہیں ہوسکتا۔ اور یہ چیز یگانگت پیدا کرنے اور افتراق اور انشقاق کو دور کرنے کا بھی موجب ہوسکتی ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے کے قریب ہوکر ایک دوسرے کے خیالات سے واقفیت پیدا ہوسکتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں روشن طبع پیدا ہوسکتی ہے۔ جو ہر دو ملکوں کے لئے بھی مفید ہوسکتی ہے۔ اور اس طرح یہ چیز عربی زبان کے پھیلانے کا موجب بن سکتی ہے۔ جس سے دین کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

(۳۳) حج کا تینتیسواں فائدہ یہ ہے کہ وہاں اکٹھے ہونے والے علمی مجالس قائم کرکے تبادلۂ خیالات اور مذاکرہ علمیہ کرسکتے ہیں۔ جن کے نتیجہ میں ان کے معلومات میں اضافہ ہوسکتا ہے جو عالم اسلام کے لئے بہت مفید ہوسکتا ہے۔ اور اس طرح یہ چیز علوم کی ترقی کا باعث بن سکتی ہے۔ اور اہل علم کا وجود بھی دوسروں کے لئے نمایاں ہوسکتا ہے۔ قابل ترین لوگ سٹیج پر آکر قوم کی علمی خدمات زیادہ بہتر اور نمایاں صورت میں کرسکتے ہیں۔ اسطرح صداقتِ اسلام کے دلائل اور مخالفین کے اعتراضات اور فضائل کو بیان کرکے اہل اسلام کو زیادہ سے زیادہ واقف کرسکتے ہیں۔

(۳۴) حج کا چونتیسواں فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے قوم میں اعلیٰ تنظیم و تربیت اور کنٹرول اور ضبط کی صحیح روح پیدا کی جاسکتی ہے اور نظام قیام اور اس کی بحالی کے لئے اعلیٰ مشق ہوسکتی ہے۔ ایک مکمل نظام کا ڈھانچہ تیار ہوکر افراد قوم کو اس پر عمل کرنے کی عملی مشق اور پریکٹس ہوسکتی ہے اور پھر اس نمونہ کے مطابق دیگر ممالک میں بہترین سے بہترین نظام قائم کیا جاسکتا ہے۔ ہم نے قادیان میں دیکھا ہے کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر اہل قادیان کی نظام کے لحاظ سے جو تربیت ہوتی رہی ہے۔ وہ نری تعلیم کے ذریعہ سے نہیں ہوسکتی۔ سب چھوٹے بڑے نظام کی اہمیت کو سمجھتے تھے اور نظام کے تمام ڈھانچے سے واقف ہوتے اور اس پر عمل پیرا ہوتے تھے۔ ہر بات اور ہر کام افراد کے ذہن نشین ہوکر اس پر عمدگی سے عمل ہوتا تھا۔ باہر والے بھی دیکھ کر اس سے مستفید ہوتے تھے۔

(۳۵) حج کا پینتیسواں فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے قومی کیریکٹر اعلیٰ مقام پر پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ جہاں ہزارہا انسان جمع ہوں کیا مرد کیا عورت کیا بچے کیا جوان کیا بوڑھے کیا امیر کیا غریب کیا کالے کیا گورے کیا مشرقی کیا مغربی کیا اہل علم کیا بےعلم وہاں سب کے میل جول سے ایک مشترک قومی کیریکٹر قائم ہوجاتا ہے جس پر قوم کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے۔ ورنہ الگ الگ ممالک اور اقوام کا ذاتی کیریکٹر اور اخلاق عالمگیر کہلا سکتا اور نہ وہ معیاری بن سکتا ہے۔

(۳۶) حج کا چھتیسواں فائدہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے انسان کو سادہ زندگی بسر کرنے کی عادت پڑتی ہے۔ کیونکہ حج کے موقع پر ہر قسم کے تعیش اور تکلفات کی زندگی سے روک دیا جاتا ہے۔ لباس سادہ اور سب کے لئے یکساں (باقی ملاحظہ ہو صفحہ [illegible])

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے اظہار کیلئے

قادیان میں عظیم الشان جلسہ

قادیان مورخہ ۱۸ر اگست۔ حضرت سرور کائنات فخر موجودات حضرت بانیٔ اسلام محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گذشتہ دنوں جو گستاخی ہندی اخبار امرت بازار پتریکا کے ۵ر اگست کے پرچہ میں کی گئی ہے اور اس سے پہلے بھی "نیلم انڈیا" اور ٹو مرجبان وغیرہ میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق جو دلآزاری کی گئی ہے اس کے ازالہ اور آئندہ ایسی دلآزاری اور تذلیل کی روک تھام کیلئے حکومت کو توجہ دلانے کیواسطے ایک غیر معمولی جلسہ بعد نماز عشاء احمدیہ جلسہ گاہ میں زیر صدارت جناب مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم حافظ عبد الرحمٰن صاحب نے کی۔ انکے بعد ملک بشیر احمد صاحب ناصر نے حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ کی نظم جس کا مطلع "بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں" ہے خوش الحانی سے پڑھی۔ ازاں بعد جناب صدر صاحب نے جلسہ کی غرض و غائت بتائی جن اسباب کا ذکر کیا کہ احمدیہ جماعت کا یہ اصول ہے کہ تمام پیشوایان مذاہب کو سچا سمجھا جائے۔ اور ان کی عزت و تکریم کی جائے اس اصل کے ماتحت جلسہ کیا جا رہا ہے جسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند و بالا شان اور مناقب جلیلہ کے اظہار کے علاوہ دوسرے بانیان مذاہب کی عزت و توقیر کا اظہار بھی کیا جائیگا۔

پہلی تقریر مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقا پوری فاضل نے کی جس میں تفصیل کے ساتھ اتحاد و اتفاق کی برکت اور مذہبی رواداری کے اصولوں پر احمدیہ نقطۂ نگاہ سے روشنی ڈالی۔ دوسری تقریر مکرم مولوی خورشید احمد صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہندو علماء و مفکرین کی آراء کے متعلق فرمائی۔

اسکے بعد حافظ عبد الرحمٰن صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ تیسری تقریر مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل نے یورپین مفکرین کی آرا حضرت سرور کائنات کے اخلاق فاضلہ کے موضوع پر کی۔ جناب مولوی صاحب کے بعد مکرم مولوی عبد الحق صاحب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کے موضوع پر تقریر کی۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق پر مفصل روشنی ڈالی۔

ازاں بعد ملک بشیر احمد صاحب نے ایک ہندو شاعر کی عمدہ نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔

ان کے بعد لوکل انجمن کی طرف سے مندرجہ ذیل ریزولیوشن مکرم مولوی عبد القادر صاحب دانش نے پیش کیا۔ اور مکرم چوہدری بدر الدین صاحب عامل نے تائید میں تقریر کی۔

ریزولیوشن

لوکل انجمن احمدیہ قادیان کا غیر معمولی اجلاس منعقدہ ۱۰ر اگست ۱۹۵۲ء بمقام قادیان ہندی اخبار امرت پتریکا الہ آباد کے ۵ر اگست کے اس مضمون کے خلاف جس میں حضرت بانیٔ اسلام محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق انتہائی گستاخی اور دلآزاری کی گئی ہے۔ بہت دکھ اور رنج کا اظہار کرتا ہے۔ اس مضمون سے نہ صرف یہ کہ دنیا کے محسن اعظم اور کروڑوں مسلمانوں کے محبوب ترین پیشوا کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ بلکہ مسلمانوں کی دلآزاری کر کے ان کے مذہبی جذبات کو مجروح کر کے تمام دنیا کے انسانوں کی نظر میں ہمارے ملک اور اہل وطن کو بدنام کیا گیا ہے۔ اور ملک کی فضاء کو اور ہندو اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو خراب کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

لہٰذا ہم حکومت ہند اور حکومت اتر پردیش سے پر زور درخواست کرتے ہیں کہ وہ اخبار مذکور کے خلاف سخت کارروائی کرے۔ اور آئندہ کے لئے پیشوایان مذاہب کی ہتک کے ارتکاب کے متعلق پوری روک تھام کرے۔ اور اس کے لئے باضابطہ قانون وضع کرے۔

(۲) اس ریزولیشن کی نقول ہند سرکار

اور اتر پردیش سرکار اور پریس کو بھجوائی جائیں۔

جلسہ میں دو صد کے قریب غیر مسلم جن میں سرکاری افسران بھی شامل تھے باوجود کیچڑ اور موسم کی خرابی کے شامل ہوئے۔ اور توجہ سے جلسہ سنتے رہے۔

انتقال پُر ملال

خاکسار کے بڑے بھائی میاں بدر علی صاحب احمدی جن کی عمر کم و بیش ستر سال تھی ۱۳ر اگست ۱۹۵۲ء بعد نماز ظہر قادیان میں فوت ہو کر خوش نصیبی سے مقبرۂ بہشتی میں دفن ہوئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

میں مختصراً ان کے حالاتِ زندگی ذیل میں درج کرتا ہوں۔

انہیں احمدیت قبلہ والد بزرگوار حاجی امام بخش صاحب مرحوم سے پہونچی تھی۔ اور والد صاحب کو جناب مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین سے منی پور آسام میں پہونچی تھی۔ جن کا نام ۳۱۳ اصحاب کی فہرست میں درج ہے۔

بھائی صاحب نے اپنی جوانی کا بڑا حصہ آسام میں ہی بصیغۂ انگریزی ملازمت گذارا۔ جناب مولوی غلام امام صاحب آسام ہی میں فوت ہو کر دفن ہوئے۔ اور قبلہ والد صاحب اپنے وطن شاہجہانپور میں فوت ہو کر دفن ہوئے۔ ان بزرگوں کی نعش باوجود موصی اور صحابی ہونے کے قادیان نہ پہونچ سکی۔ مگر بھائی صاحب گذشتہ جلسہ سالانہ ۱۹۵۱ء میں قادیان آگئے۔ آٹھ ماہ قادیان میں گذارے۔ مدرسہ احمدیہ کے چھوٹے بچوں کو بھی پڑھاتے رہے۔ اور جو کچھ سلسلہ کی خدمت کر سکے بڑے اخلاص اور محبت سے کرتے رہے۔ جب تک طاقت رہی نماز تہجد با جماعت مسجد مبارک میں پڑھتے رہے۔ جب کوئی دریافت کرتا کہ کب جائیں گے۔ تو فرماتے تھے کہ اب کہاں جاؤں گا۔ مجھے تو قادیان میں ہی مرنا ہے۔ آخر ان کی یہ مراد ۱۳ر اگست ماہ حال میں پوری ہو گئی۔ مرحوم جس روز فوت ہوئے۔ مجھ سے بہت باتیں کیں بسلسلہ بعض وصیتوں اور ہدائیتوں کے کہتے تھے۔ کہ افسوس ہے کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت فاصلہ پر جگہ ملے گی میں بہت کمزور اور گنہگار ہوں۔ کاش مجھے اللہ تعالےٰ کے برگزیدہ کے قریب جگہ ملتی۔ سو خدا تعالےٰ نے انہیں درویشوں کے قطعۂ خاص میں جگہ دے کر خواہش پوری کردی۔ مرحوم اب سے ۱۵ سال قبل مع اپنی بیوی کے کافی عرصہ قادیان میں رہے۔ اور معمولی تجارت پر گذارہ کرتے رہے۔ اور مضافات میں نظام کے ماتحت تبلیغ بھی کرتے رہے۔ بیکار رہے جب بھی بد وصیت چندہ دیتے رہے۔ طبیعت کے تیز اور صاف گو تھے مرحوم بہت ہی سادہ زندگی بسر کرتے تھے۔ انہیں اپنی زندگی میں کئی سخت صدمے پہونچے۔ ان کی اکلوتی لڑکی فہمیدہ خاتون جس کا نام منارۃ المسیح پر مع اپنے والد کے درج ہے شادی کے بعد پہلا بچہ پیدا ہو کر جیسے فوت ہو گئی اسکے بعد انکی بیوی جو بڑی فرمانبردار اور خدمتگذار تھی گذشتہ سے پیوستہ رمضان میں فوت ہو کر ان کو نیم مردہ کر گئیں۔ مرحوم کی بڑی خواہش تھی کہ انکی زندگی میں انکی رفیق زندگی کے حالات شائع ہو جائیں۔ اس کا تقاضہ وہ فوت ہونیوالے دن بھی پُر حسرت لہجہ میں کرتے تھے۔ افسوس کہ ۱۴ر اگست کے اخبار بدر میں وہ حالات شائع ہو گئے۔ مگر ہمیں اخبار نہ ملا جو انکو دکھلا کر خوش وقت کرتے۔ آخر ۱۳ر اگست کو بھائی صاحب فوت ہو گئے۔ مرحوم نے اُس مضمون کے آخیر میں اپنا انجام بخیر ہونیکی احباب سے دعا کی درخواست کی ہے سو اللہ تعالیٰ نے انکا انجام بخیر کیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کا بھی انجام بخیر کرے۔ آمین۔

خاکسار حافظ سخاوت علی احمدی مدینۃ المسیح قادیان ۱۶/۸/۵۲